ISLAM.
INDIA

۲

تردیدِ قبر مسیح در کشمیر

از

منشی پیر بخش

پنشنر پوسٹ ماسٹر

سیکریٹری انجمن تائید اسلام

بھاٹی دروازہ لاہور

مرزا صاحب کا جھوٹ

برادران اسلام! مرزا صاحب کا قاعدہ تھا کہ وہ اپنا مطلب منوانے کے لئے جھوٹ استعمال کر لیا کرتے تھے جیسا عوام کا دستور ہے کہ ایک جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے واسطے بہت سے جھوٹ تراشا کرتے ہیں۔ مرزا صاحب نے پہلے یہ جھوٹ تراشا کہ "حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی قبر کشمیر محلہ خانیار میں ہے۔" اور اس جھوٹ کے سچ کرنے کے واسطے جھوٹ یہ بولا "کہ تبت سے ایک انجیل برآمد ہوئی ہے اُس سے ثابت ہے کہ مسیح ہندوستان میں آیا اور کشمیر میں فوت ہوا۔ اور محلہ خانیار شہر سرینگر میں اس کی قبر ہے۔" مگر نہایت افسوس سے کہا جاتا ہے کہ تبت والی انجیل میں یہ ہرگز نہیں لکھا کہ حضرت مسیح سرینگر میں فوت ہوئے اور محلہ خانیار میں مدفون ہوئے بلکہ وہاں تو لکھا ہے کہ حضرت مسیح ۲۹ برس کی عمر میں واپس ملک اسرائیل میں گئے۔ اور وہاں جا کر ان کو واقعہ صلیب درپیش آیا۔ اور صلیب پر ان کی جان نکل گئی۔ اور یروشلم کے پاس مدفون ہوئے۔ اور اسی جگہ ان کی قبر ہے جیسا کہ دوسری چاروں انجیلوں میں لکھا ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ مرزا صاحب اپنی کتاب اتمام الحجۃ کے صفحہ ۱۹ و ۲۰ کے حاشیہ پر تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ کی قبر بلدہ قدس میں ہے اور اب تک موجود ہے۔ اور اس پر ایک گرجا بنا ہوا ہے۔ اور وہ گرجا تمام گرجاؤں سے بڑا ہے اس کے اندر حضرت عیسےٰ کی قبر ہے۔ پھر ازالہ ادہام جلد ۲ میں تسلیم کرتے ہیں کہ یہ سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں فوت ہوا اور وہاں اس کی قبر ہے۔ اب اخیر میں قصہ گھڑ لیا کہ مسیح صلیب سے خلاصی پاکر سرینگر کشمیر میں آیا اور واقعہ صلیب کے بعد ۸۷ برس زندہ رہ کر فوت ہوا اور محلہ خانیار کشمیر میں اس کی قبر ہے جو کہ یوز آصف کی قبر سے مشہور ہے۔ اس واسطے ہم روسی سیاح مسٹر نکولس نوکر

وچ کے لکھے ہوئے حالات کا ترجمہ اختصار کے ساتھ ناظرین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں تاکہ مسلمانوں کو معلوم ہو کہ مرزا صاحب ورو غگوئی میں کس قدر دلیر تھے کہ واقعہ صلیب کو جو بعد میں واقعہ ہوا اُس کو مقدم کر دیا اور اپنا الو سیدھا کرنے کی کوشش کی۔ افسوس۔ اگر کوئی دوسرا مولوی ایسا کرتا تو مرزا صاحب اس حرکت کو یہودیانہ حرکت کہہ کر مورد لعنت کا فتوے دیتے۔ مگر خود جو چاہیں سو کریں۔ اب ذیل میں حضرت عیسےٰؑ کے حالات سیر ہندوستان و تبت و کشمیر لکھے جاتے ہیں جن سے مرزا صاحب کا جھوٹ کھل جائے گا۔

حضرت عیسیٰؑ کی سوانح عمری

دیکھو فصل چہارم (۵) پھر جلدی سرزمین اسرائیل میں ایک عجوبہ بچہ پیدا ہوا۔ خود خدا اس بچہ کے منہ سے بولا اور جسم کا ہیچ کارہ اور روح کا عظیم ہونا بتایا۔ (۸) یہ خدائی بچہ جس کا نام عیسےٰ رکھا گیا بچپن ہی سے گمراہوں کو توبہ کے ذریعہ گناہوں سے نجات حاصل کرنے کی ترغیب دے کر ایک واحد خدا کی پرستش کرنے لگا۔ (۱۰) جب عیسےٰ ۱۳ برس کی عمر کو پہونچا کہ جس عمر میں اسرائیلی لوگ شادی کیا کرتے تھے۔ (۱۲) یہ وہ وقت تھا جبکہ عیسےٰ چپ چاپ والدین کا گھر چھوڑ کر یورشلیم سے نکل گیا اور سوداگروں کے ساتھ سندھ کی طرف روانہ تھا۔ فصل پنجم (۵) جگن ناتھ لاج گرہ بنارس اور دیگر متبرک شہروں میں وہ چھ برس رہا۔ (۱۲) عیسےٰ ویدوں اور پرانوں کے الہامی ہونے سے انکاری تھا کیوں کہ وہ اپنے پیروؤں سے کہتا تھا کہ ایک قانون پہلے سے انسان کی رہنمائی کے لئے مل چکا ہے۔ (۲۶) عیسےٰ نے کہا مورتیوں کی پوجا مت کرو کیوں کہ وہ سن نہیں سکتیں۔ فصل ششم۔ (۱) برہمنوں اور کھتریوں نے عیسےٰ کے اُن اوپدیشوں کو جو وہ شودروں کو دیا کرتا

تھا۔ سن کر اسکے قتل کی ٹھانی (۲) مگر عیسےٰ کو شوروں نے اس منصوبہ سے مطلع کردیا تھا وہ رات کو ہی جگن ناتھ سے نکل گیا۔ (۵) اس وقت عیسےٰ نیپال اور ہمالہ کے پہاڑوں کو چھوڑ کر راجپوتانہ میں آنکلا۔ فصل ہشتم۔ عیسےٰ کے اوپدیشوں کی شہرت گردو نواح کے ملکوں میں پھیل گئی۔ اور جب وہ ملک فارس میں داخل ہوا تو پوجاریوں نے ڈر کر لوگوں کو اس کا اپدیش سننے سے منع کردیا۔ (۲۴) لیکن خدا کے فضل سے حضرت عیسےٰ نے بلا کسی قسم کی حرج مرج کے اپنا راستہ پکڑا۔ فصل نہم (۱) عیسےٰ جس کو خالق نے گمراہوں کو سچے خدا کا راستہ بتانے کے لئے پیدا کیا تھا۔ انتیس برس کی عمر میں ملک اسرائیل میں واپس آیا۔ فصل دہم (۱) حضرت عیسےٰ اسرائیلیوں کا حوصلہ جو نا امیدی کے چاہ میں گرنے والے تھے خدا کی کلام سے مضبوط کرتا ہوا گاؤں بگاؤں پھرا۔ اور ہزاروں آدمی اس کا اپدیش سننے کے لئے اس کے پیچھے ہوئے (ج) لیکن شہروں کے حکام نے اس سے ڈر کر حاکم اعلیٰ کو جو یروشلم میں رہتا تھا خبر دی کہ عیسےٰ نامی ایک شخص ملک میں آیا ہے اور اپنی تقریروں سے لوگوں کو حکام کے برخلاف جوش دلاتا ہے۔ لوگوں کے گروہ بڑے شوق سے اس کا اپدیش سنتے ہیں۔ (۳) اس پر یروشلم کے حاکم پلاطوس نے حکم دیا کہ واعظ عیسےٰ کو پکڑ کر شہر میں لاؤ۔ اور حکام کے سامنے پیش کرو۔ مگر بدیں غرض کہ عوام میں ناراضگی نہ پھیلے پلاطوس نے پوجاریوں اور عالم عبرانی بزرگوں کو حکم دیا کہ مندر میں اس کا مقدمہ کریں۔ (۴) اسی اثناء میں عیسےٰ اپدیش کرتا ہوا یروشلم میں آن پہونچا اور تمام باشندے جو پہلے سے اس کی شہرت سن چکے تھے اس کے آنے کی خبر پاکر اس کی پیشوائی کے لئے گئے (۶) عیسےٰ نے اُن سے کہا بنی نوع انسان و شواس کی کمی کے باعث تباہ ہو رہے ہیں کیوں کہ اندھیرے اور طوفان نے انسانی بھیڑوں کو پراگندہ کردیا ہے اور اُن کا گڈریا گم

ہو گیا ہے۔ (۷) لیکن طوفان ہمیشہ نہیں رہے گا۔ اور اندھیرا نہیں چھایا رہے گا۔ مطلع پھر صاف ہو جائے گا اور آسمانی نور روئے زمین پر پھر چمکے گا۔ اور گمراہ بھیڑیں اپنے گڈریا کو پھر پالیں گی۔ (۱۰) یقین رکھو کہ وہ دن نزدیک ہے جب تم کو اندھیرے سے رہائی ملے گی تو تم سب مل کر ایک خاندان بنو گے اور تمہارا دشمن جو خدا کی مہربانی کی پرواہ نہیں کرتا خوف سے کانپے گا۔ (۱۵) اس پر بزرگوں نے پوچھا کہ تم کون ہو اور کس ملک سے آئے ہو۔ ہم نے پہلے کبھی تمہارا ذکر نہیں سنا۔ ہم تمہارے نام تک سے واقف نہیں ہیں (۱۶) عیسے نے جواب دیا کہ میں اسرائیلی ہوں۔ میں یروشلم میں پیدا ہوا اور میں نے سنا کہ میرے بھائی حالت غلامی میں پڑے ہوئے رو رہے ہیں اور میری بہنیں کافروں کے ہاتھ میں پڑ کر گریہ وزاری کر رہی ہیں۔ فصل یازدہم (۵) اس اثنا میں عیسے آس پاس کے شہروں میں جا کر خدا کا سچا راستہ بتاتا رہا۔ اور عبرانیوں کو سمجھاتا رہا کہ تم صبر کرو تمہیں بہت جلد رہائی ملے گی۔ فصل دوازدہم۔ یروشلم کے حاکم کے جاسوسوں نے اُس سے کہا کہ اے نیک مرد ہمیں بتاؤ کہ ہم اپنے قیصر کی مرضی برتیں یا جلدی ملنے والی رہائی کے منتظر رہیں۔ (۲) عیسے جان گیا کہ یہ جاسوس ہیں اور جواب دیا کہ میں نے تمہیں یہ نہیں کہا کہ قیصر سے رہائی پاؤ گے۔ بدی میں ڈوبا ہوا آتما ہی رہائی پائے گا۔ فصل سیزدہم۔ حضرت عیسے اس طرح تین سال تک قوم اسرائیل کو ہر قصبے اور ہر شہر میں سڑکوں پر اور میدانوں میں ہدایت کرتا رہا۔ اور جو کچھ اس نے کہا وہی وقوع میں آیا۔ (۲) اس تمام عرصہ میں حاکم پلاطوس کے جاسوس اس کی کل کارروائی کو دیکھتے رہے الخ (۳) لیکن پلاطوس حاکم عیسے کی ہر دلعزیزی سے ڈرا جس کی نسبت لوگ یہ سمجھتے تھے کہ وہ لوگوں کو بادشاہ بننے کے لئے ورغلاتا ہے۔ اور اپنے ایک جاسوس کو حکم دیا کہ وہ عیسے پر الزام لگائے۔ (۴)

تب الزام لگائے جانے کے بعد سپاہیوں کو عیسے کی گرفتاری کا حکم دیا گیا۔ اور اُنہوں نے اس کو گرفتار کر کے تاریک حوالات میں قید کر دیا۔ جہاں اس کو طرح طرح کے عذاب دئے گئے۔ تاکہ وہ مجبور ہو کر اپنے جرم کا اقبال کرے اور پھانسی پاوے (۵) عیسے نے اپنے بھائیوں کی ابدی خوشی کو مدنظر رکھ کر صبر و شکر کے ساتھ خدا کے نام تکالیف کو برداشت کیا (۲۱) تب پلاطوس حاکم نے اُس گواہ کو طلب کیا جس نے حاکم کے حکم سے عیسے کو گرفتار کیا تھا۔ وہ شخص پیش ہوا اور عیسے کو کہا کہ تم نے جو یہ کہا تھا کہ وہ جو آسمان پر بادشاہت کرتا ہے اس نے لوگوں کو تیار کرنے کے واسطے عیسے بھیجا ہے۔ کیا اس میں تم نے اپنے آپ کو اسرائیل کا بادشاہ ہونا نہیں جتلایا تھا (۲۲) پھر عیسیٰ نے اُس کو شاباش کہا کہ تم معاف کئے جاؤ گے کیوں کہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو تم اپنے دل سے نہیں کہتے تب عیسے نے حاکم کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اپنی شان کو کیوں بٹہ لگاتے ہو اور کیوں اپنے ماتحوں کو جھوٹ بولنے کی ہدایت کرتے ہو جبکہ تم ایسی کارروائی کے بغیر ہی بے گناہی کو پھانسی دینے کا اختیار رکھتے ہو۔ (۲۳) ان الفاظ کو سن کر حاکم غصہ میں آگ بگولا ہو گیا۔ اور عیسے پر موت کا فتوئی لگانے اور باقی دو چوروں کو بری کرنے کا حکم دیا۔

فصل چہار دہم (۱) حاکم کے حکم سے سپاہیوں نے عیسے اور اُن دو چوروں کو پکڑ لیا اور اُن کو پھانسی کی جگہ پر لے گئے اور اُن صلیبوں پر جو زمین میں گاڑی گئی تھیں چڑھا دیا (۲) عیسے اور دو چوروں کے جسم دن بھر لٹکتے رہے جو ایک خوفناک نظارہ تھا اور سپاہیوں کا ان پر برابر پہرا رہا۔ لوگ چاروں طرف کھڑے رہے۔ پھانسی یافتوں کے رشتہ دار دعا مانگتے رہے اور روتے رہے۔ (۳) آفتاب غروب ہوتے وقت عیسے کا دم نکلا اور اس نیک مرد کی روح جسم سے علیحدہ ہو کر خدا میں جا ملی۔ (۴) اس طرح ابدی روح کے پرتوہ

کی زندگی کا خاتمہ ہوا۔ جس نے انسان کی شکل میں ظاہر ہو کر سخت گنہگاروں کو بچایا۔ اور بہت سی تکلیفیں اُٹھائیں۔ (۵) اس اثنا میں پلاطوس اپنے عمل بد کے سبب سے ابنوہ عالم سے ڈرا اور عیسےٰ کی لاش اُس کے والدین کے حوالے کی جنہوں نے پھانسی گاہ کے پاس ہی اُس کو دفن کر دیا۔ لوگوں کے گروہ در گروہ اُس قبر پر دعائیں مانگنے کے لئے آنے لگے اور اُن کے شور و فغاں سے آسمان گونج گیا۔

من گھڑت قصہ

برادران اسلام! حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی اس سوانح عمری کی تصدیق مرزا صاحب بدیں الفاظ کرتے ہیں۔ جبکہ بعض بنی بدھ مذہب میں داخل ہوگئے تھے تو ضرور تھا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام اس ملک میں آکر بدھ مذہب کے رد کی طرف متوجہ ہوتے اور اس مذہب کے پیشواؤں کو ملتے۔ سو ایسا ہی وقوع میں آیا۔ اسی وجہ سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی سوانح عمری بدھ مذہب میں لکھی گئی۔ (دیکھو حاشیہ مندرجہ صفحہ ۱۰ و ۱۱ کتاب راز حقیقت مصنفہ مرزا صاحب)

جب مرزا صاحب تسلیم کرتے ہیں کہ سوانح عمری عیسےٰ بدھ مذہب میں لکھی گئی اور اُسی سوانح عمری کو ہم نے روسی سیاح مسٹر نکولس نوکروچ جس نے بدھ مذہب والوں کی پورانی کتابوں سے بدھ مذہب کے پوجاریوں سے مقام لیہہ دارالخلافہ لداخ ملک کشمیر سے حاصل کر کے فرانسیسی اور انگریزی زبان میں شائع کی۔ لکھنے میں اس کتاب کا نام یسوع مسیح کی نامعلوم زندگی کے حالات ہے۔ اس کتاب سے اوپر ہم نے اختصار کے ساتھ اصل عبارات نقل کر دی ہیں جس سے روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ حضرت

عیسےٰ علیہ السلام چودہ برس کی عمر میں سندھ پار آیا۔ ملاحظہ ہو آیت پہلی فصل پنجم۔ جب تیرہ چودہ برس کی عمر میں ہندوستان کی طرف آیا۔ اور صلیب کا واقعہ ۳۳ برس کی عمر میں وقوع میں آیا تو ثابت ہوا کہ مرزا صاحب کا یہ من گھڑت قصہ کہ صلیب کے بعد مسیح کشمیر میں آیا تھا بالکل غلط ثابت ہوا۔ کیونکہ اس پر مسلمانوں، عیسائیوں اور یہودیوں کا اتفاق ہے کہ صلیب کا واقعہ اُس وقت پیش آیا جبکہ مسیح کی عمر ۳۳ برس کی تھی۔ اور بدھ مذہب والی سوانح عمری مسیح جس پر مرزا صاحب کو بڑا ناز ہے اُس کے فصل نہم آیت اول میں صاف لکھا ہے کہ حضرت عیسےٰ بعد سفر ہندوستان و فارس اُنتیس برس کی عمر میں ملک اسرائیل میں واپس آیا۔ جب ۱۳ برس سے ۲۸ برس تک حضرت مسیح اپنے وطن سے باہر رہے اور اسی عرصہ میں سیاحت کی اور تبت و کشمیر سے واپس جا کر وہاں ہی تین برس تک وعظ کر کے ۳۳ برس کی عمر میں پھانسی دیئے گئے اور وہیں ان کی قبر بنائی گئی جیسا کہ آیت پانچ فصل چہارم میں لکھا ہے۔ عیسےٰ کی لاش اُن کے والدین کے حوالہ کی جنہوں نے پھانسی گاہ کے قریب ہی اُس کو دفن کر دیا۔ اور اس قبر کی تصدیق انجیل بھی کرتی ہے۔ چنانچہ انجیل میں لکھا ہے۔ یوسف نے لاش لے کر سوتی صاف چادر میں لپیٹی اور اپنی نئی قبر میں جو چٹان میں کھدوائی تھی رکھی۔ اور ایک بھاری پتھر قبر کے منہ پر لڑھکا کے چلا گیا۔ (دیکھو انجیل متی باب ۲۷۔ آیت ۶۰ و ۶۱۔) انجیل مرقس میں لکھا ہے۔ لاش یوسف کو دلا دی اور اس نے مہین کپڑا مول لیا تھا اور اُسے اُتار کے اُس کپڑے سے کفنایا اور ایک قبر میں جو چٹان کے بیچ کھودی گئی تھی اُسے رکھا۔ اور اُس قبر کے دروازے پر ایک پتھر لڑھکا دیا۔ (دیکھو انجیل مرقس باب ۱۶۔ آیت ۴۵۔۴۶۔

پس جب روسی سیاح کی سوانح عمری عیسےٰ اور دوسری انجیلوں سے

ثابت ہے کہ مسیح کی قبر پھانسی گاہ کے قریب بنائی گئی اور اسی جگہ وہ دفن کیا گیا تو پھر مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ مسیح کی قبر کشمیر میں ہے بالکل جھوٹ ہے۔ ورنہ کوئی مرزائی کسی کتاب سے جس طرح ہم نے بدھ مذہب کی سوانح عمری مسیح سے ثابت کیا ہے کہ عیسےٰ ۱۳ برس کی عمر میں گھر سے نکلا اور بعد سیاحت ہندوستان وفارس وکشمیر ۲۹ برس کی عمر میں واپس ملک اسرائیل میں گیا۔ اور وہاں پھانسی دیا گیا۔ اور وہیں اس کی قبر ہے۔

مرزائی صاحبان بھی اپنے مرشد کی حمایت میں کوئی کتاب پیش کریں جس میں لکھا ہو کہ عیسےٰ علیہ السلام بعد واقعہ صلیب کے ہندوستان میں آئے اور کشمیر میں فوت ہو کر محلہ خانیار میں مدفون ہوئے جب تک یہ نہ دکھا دیں۔ اور ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ ہرگز نہ دکھا سکیں گے۔ جب تک مرزا صاحب کا کہنا غلط بلکہ غلط ہے کہ یوز آصف کی قبر حضرت عیسےٰ کی قبر ہے۔

مرزا صاحب کا یہ لکھنا بالکل خلاف عقل و نقل ہے اور ہنسی کے لائق ہے جو انہوں نے لکھا ہے۔ جبکہ خدا تعالےٰ نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو واقعہ صلیب سے نجات بخشی تو انہوں نے بعد اس کے اس ملک میں رہنا قرین مصلحت نہ سمجھا (دیکھو حاشیہ صف ۱۰ راز حقیقت)۔

کیا خوب۔ صلیب تھی یا چند گھنٹوں کی قید؟ جس سے مسیح نے نجات پائی۔ یہ ایک لطیفہ ہے۔ جیسا کہ ایک جولاہا کو پھانسی کا حکم ہوا۔ جب اُسے پھانسی کی جگہ پر لے گئے تو وہ عقل کا پتلا بولا کہ مجھے جلدی جلدی پھانسی دے لو کیوں کہ میں نے جا کر ضروری کپڑا تیار کرنا ہے۔

ایسا ہی مرزا صاحب نے لکھ دیا کہ مسیح نے پھانسی پانے کے بعد سفر ہندوستان کیا۔ وہ پھانسی تھی یا خالہ جی کا گھر تھا کہ مسیح صلیب سے نجات پا کر رخصت حاصل کر کے سفر پنجاب کو نکلا۔ غور تو کرو جس کام کے واسطے

یہودیوں نے قیامت تک لعنت لی اور قبر مسیح پر پہرہ لگا رکھا۔ اور دوسری طرف ثابت ہے کہ مسیح باغی سلطنت سمجھ کر صلیب دیا گیا۔ تو ایسے حالات کے ہوتے ہوئے کوئی باہوش انسان کہہ سکتا ہے کہ مسیح صلیب سے نجات پاکر کشمیر چلا آیا۔ کوئی یہ تو بتادے کہ ایسا شخص جس کو بقول مرزا صاحب کوڑے لگائے گئے جن سے جانبر ہونا مشکل تھا۔

اور صلیب کے زخم اس قدر تکلیف دہ مسیح کو دیئے گئے کہ لمبے لمبے کیل اُس کے اعضا میں ٹھونکے گئے۔ جن سے خون اس قدر نکلا کہ مسیح غشی کی حالت میں ایسا سخت بے ہوش ہوا کہ مردہ سمجھ کر دفن کیا گیا۔ اور تین دن رات قبر میں مدفون رہا۔ کیوں کہ مرزا صاحب تسلیم کرتے ہیں کہ مسیح حضرت یونس کی طرح قبر میں تین دن رہا۔

اب بتاؤ کہ یہ سراسر جھوٹ اور افترا ہے کہ نہیں۔ کہ مسیح صلیب سے نجات پاکر کشمیر پہونچا۔ یہاں ہمارے چند سوالات ہیں۔ کوئی مرزائی جواب دے۔

مرزائیوں سے چند سوالات

۱۔ مسیح کو نجات کس نے دلائی۔ آیا پلاطوس کا کوئی حکم ہے جس کی تعمیل ہوئی اور مسیح کو صلیب سے اُتارا گیا۔ اور مسیح کا قصور معاف کیا گیا۔ کوئی سند ہے تو پیش کرو۔

۲۔ مسیح کا علاج معالجہ کس ہسپتال میں ہوا۔ کیوں کہ یہ تو ممکن نہ تھا کہ مسیح جس کو اس قدر عذاب صلیب پر دیئے گئے کہ مردہ ہو گیا اور دفن کیا گیا وہ خود بخود قبر سے نکل آتا اور سفر کے قابل ہوتا۔

۳۔ قبر پر جب پہرا تھا اور تمام ملک مسیح کا دشمن تھا تو پھر اُس کو کس

نے قبر سے نکالا۔ اور کس نے ایسی سواری مسیح کے لئے مہیا کی کہ فوراً ہندوستان میں پہونچ گیا اور پکڑا نہ گیا۔ شاید ہوائی جہازوں پر آیا ہو۔ مگر بدقسمتی سے اُس وقت تو ریل گاڑی بھی نہ تھی کہ جس پر سوار ہو کر ہندوستان کو آتے۔ خر عیسے تو کام نہ دے سکتا تھا کہ ایسے کمزور کو ہندوستان پہونچا دیتا۔

۴۔ مسیح جب بھاگا تو اُس کا تعاقب حکام کی طرف سے کیوں نہ کیا گیا۔ تندرست انسان تو چوری بھیس بدل کر بھاگ سکتا ہے مگر ایسے سخت بیمار کا بھاگنا ناممکن ہے جس کے پاؤں لمبے لمبے کیلوں سے زخمی ہو گئے تھے۔ وہ تو ایک قدم بھی نہ چل سکتا تھا۔ اگر دوسرے جنازہ اُٹھاتے تو پکڑے کیوں نہ گئے۔

۵۔ جب مسیح مصلوب ہوا اور بقول مرزا صاحب صلیب کے عذابوں سے اس قدر بے ہوش تھا کہ مردہ سمجھا گیا تو قبر میں دم گھٹ جانے سے کیوں کر زندہ رہا۔ کیا یہ محال عقلی نہیں کہ انسان بغیر ہوا کے زندہ رہ سکے۔

۶۔ اگر بقول مرزا صاحب مسیح کشمیر میں ۸۷ برس زندہ رہا تو پھر کس قدر عیسائی کشمیر میں پھیلے۔ مگر تاریخ بتا رہی ہے کہ مسلمانوں کے راج سے پہلے نہ کوئی مسلمان اور نہ کوئی عیسائی سرینگر کشمیر میں تھا۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ جس جگہ نبی اللہ ۸۷ برس رہے وہاں ایک آدمی بھی اس پر ایمان نہ لائے۔

۷۔ اگر کشمیر والی قبر مسیح کی قبر ہے تو پھر شاہزادہ نبی یوز آصف کی قبر کیوں مشہور ہے۔ مسیح کا لقب تو ہر گز یوز آصف شاہزادہ نہ تھا۔ اور یہ قبر شاہزادہ نبی کی ہے۔

۸۔ مسیح آسمانی کتاب توریت و شریعت موسوی کا بقول مرزا صاحب پیرو تھا۔ اگر یوز آصف والی قبر مسیح کی قبر ہوتی تو بیت المقدس کی طرف مردے کا منہ ہوتا۔ یعنی مغرب کی طرف سر اور مشرق کی طرف پاؤں

ہوتے جیسا کہ یہود اور نصاریٰ کا قاعدہ ہے مگر جو قبر کشمیر میں ہے اُس کا سر شمال کی طرف ہے اور پاؤں جنوب کی طرف ہیں اور ساتھ ہی ایک مسلمان سیّد نصیر الدین کی قبر ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ مردہ عیسائی ہو اور مسلمانوں کے مقبرہ میں مدفون ہو۔ مرزا صاحب نے اس قبر کا جو نقشہ اپنی کتاب رازِ حقیقت کے صفحہ ۱۹ پر دیا ہے وہ ملاحظہ کر کے جواب دینا چاہئے کیونکہ یہ نقشہ یہودیوں اور عیسائیوں کی قبروں کا نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ کشمیر والی قبر یوز آصف کی قبر ہے جو شہزادہ نبی کے نام سے مشہور تھا۔

۹۔ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح جس جگہ بھی رہیں اُن کے لئے مبارک ہے۔ یہ ایک نبی کے لئے مبارک ہے کہ بلاد شام میں جس جگہ وہ صرف چند سال رہا ہزاروں اس کے پیرو ہوں اور جس جگہ بقول مرزا صاحب ۸۷ برس رہیں ایک پیرو بھی نہ ہو ورنہ دوسرے عیسائیوں کی قبریں بھی کشمیر میں دکھاؤ۔ اگر کہو کہ مسیح نے اپنی جان کے خوف سے تبلیغ کا کام نہیں کیا تھا اور خاموش زندگی بسر کی تھی تو یہ نبی ورسول کی شان سے بعید ہے اپنی جان کے خوف سے اپنا فرض منصبی ادا نہ کرے اور مرزا صاحب کے بیان کے بھی خلاف ہے۔ کیوں کہ مسیح بقول مرزا صاحب اپنی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی تلاش میں کشمیر آیا تھا۔ اس کو اپنی بھیڑوں سے کیا ڈر تھا۔ نیز یہ کہ کھوئی ہوئی بھیڑیں یعنی بنی اسرائیل ملک تاتار، ترکستان، یونان اور چین میں بھی آباد تھے وہاں مسیح کیوں نہ گئے ملک کشمیر جا کر چپ چاپ زندگی بسر کر کے مرنے سے کیا فائدہ جبکہ کھوئی ہوئی بھیڑیں دیگر ممالک میں بھی ہیں۔ اور کھوئی ہوئی بھیڑوں سے گمراہ کافر مراد ہیں جیسا کہ زبور میں لکھا ہے میں اُس بھیڑ کی طرح ہوں جو کھوئی جاوے۔ بھٹک گیا ہوں۔ (زبور ص ۱۱۹)۔

۱۰۔ مرزا صاحب قبول کرتے ہیں کہ عباد الرحمان کبھی فوت نہیں

ہوتے جب تک وہ کام مکمل نہ ہو جائے جس کے واسطے وہ مامور ہوں۔ جب کھوئی ہوئی بھیڑیں مسیح کو ملیں اور ان میں سے کسی ایک نے بھی مسیح کو نہ مانا اور عیسائی مذہب قبول نہ کیا تو ثابت ہوا کہ مسیح فوت نہیں ہوئے۔ کیونکہ کشمیر کی کھوئی ہوئی اسرائیلی بھیڑیں یا ہندو ہیں یا مسلمان ہیں۔ لہٰذا نہ مسیح کا کام مکمل ہوا اور نہ اُس کی موت کشمیر میں ہوئی جب ایسے ایسے زبردست واقعات اور اعتراضات اور براہین قاطع سے ثابت ہے کہ کشمیر والی قبر مسیح کی قبر نہیں تو ضروری ہے کہ جس شخص کی یہ قبر ہے (شہزادہ نبی یوز آصف) اُس کے حالات بیان کئے جائیں۔ تاکہ مسلمانوں کو معلوم ہو جائے کہ مرزا صاحب نے اپنی غرض کے لئے یہ من گھڑت قصہ تصنیف کرلیا ہے کہ مسیح کی قبر کو یوز آصف کی قبر کہتے ہیں۔ حالانکہ پہلے خود ہی قبول کر چکے ہیں کہ مسیح کی قبر بلادِ شام میں ہے۔

مختصر حالاتِ حضرت یوز آصف

ملک ہندوستان کے صوبہ سولابط (سولابت) میں ایک راجہ مسمی جنسیر گزرا ہے اُس کے گھر ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام یوز آصف رکھا گیا۔ بعد پرورش جب یوز آصف بڑا ہوا اور اُس کے حسن اور اخلاق وادراک اور عقل کا شہرہ ہوا اور اس کی رغبت ترک دُنیا اور حصول دین کی طرف پانے کا عام غلغلہ شہرہ آفاق ہوا تو ایک بزرگ جو کہ نہایت عابد وزاہد تھا جس کا نام حکیم بلوہر تھا۔ ولایت لنکا سے بحری سفر کر کے ارض سولابط میں آیا اور شہزادہ یوز آصف کی ملاقات کے واسطے اُسکی ڈیوڑھی پر آیا اور ایک خدمت گار کے ذریعہ سے یوز آصف کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور سلام بجا لایا۔ شہزادہ نے بڑی تعظیم سے اس کا استقبال کرنے نہایت عزت سے اپنے پاس

بٹھایا۔ حکیم بلوہر شہزادہ کو دین کی باتیں سکھاتا۔ عبادت الٰہی کے طریقہ سے واقف کرتا اور دنیاومافیہا سے اُس کو نفرت دلاتا۔ کچھ مدت بعد شہزادہ اسرار دین سے واقف ہو گیا اور حکیم بلوہر اُس سے رخصت ہو گیا۔ ایک دفعہ شہزادہ یوز آصف کو خدا کی طرف سے بذریعہ فرشتہ پیغام پہونچا اور تنہائی میں فرشتہ نے کہا کہ تجھے سلامتی ہو۔ اور تو انسان ہے میں تیرے پاس آیا ہوں کہ رحمت الٰہی کی تجھکو خوش خبری دوں اور مبارکباد دوں۔ جب شہزادہ نے یہ خوشخبری سنی سجدہ کیا۔ اور حق تعالیٰ کا شکر کیا اور کہا کہ جو کچھ آپ فرمائیں گے میں اطاعت کروں گا۔ اور اپنے پروردگار کی طرف سے جو حکم ہو گا بجالاؤں گا۔ فرشتے نے کہا کہ جو چند دن کے بعد پھر تیرے پاس آؤں گا اور تجھے یہاں سے لے چلوں گا۔ تو نکل جانے کے لئے تیار رہنا۔

یوز آصف نے ہجرت اور سفر کا ارادہ مصمم کر لیا اور اس راز کو سب سے چھپایا۔ ایک روز آدھی رات گزری تھی کہ وہی فرشتہ یوز آصف کے پاس آیا اور کہا کہ تاخیر مت کرو۔ اور فوراً تیار ہو جاؤ۔ یوز آصف اُٹھ کھڑا ہوا اور سوار ہو کر اپنی راہ لی۔ یہاں تک کہ ایک صحرائے وسیع میں پہونچا۔ اور وہاں ایک چشمہ کے کنارے بڑا درخت دیکھا۔ جب قریب پہونچا تو معلوم ہوا کہ نہایت ہی پاکیزہ اور شفاف چشمہ ہے۔ اور نہایت ہی خوب صورت درخت ہے۔ یہ دیکھ کر یوز آصف بہت خوش ہوا اور اس درخت کے نیچے کھڑا ہو گیا۔ ایک مدت تک یوز آصف اس ملک میں رہا۔ اور لوگوں کو ہدایت دین کرتا رہا۔ اس کے بعد پھر ملک سلابط کو آیا۔ اس کے باپ نے اس کے آنے کی خبر سن کر رؤساء و امراء ملک کے ساتھ اس کا استقبال کیا۔ یوز آصف نے ان سب کو توحید الٰہی کا راستہ بتایا اور ان کے درمیان وعظ کئے اس کے بعد وہاں سے کوچ کیا۔ اور بہت شہروں میں وعظ کرتا ہوا ملک کشمیر میں

پہونچا اور اس ملک کے لوگوں کو ہدایت کی۔ اور وہیں رہا۔ یہاں تک کہ اس کا وقت مرگ آن پہونچا۔ مرنے سے پہلے اس نے اپنے ایک مرید مسمی بابد کو عبادت الٰہی میں مشغول رہنے کی وصیت کی۔ اس کے بعد یوز آصف نے عالم بقا کی طرف رحلت کی۔

(مفصل حالات کے لئے ملاحظہ ہو کتاب یوز آصف و بلوہر مترجمہ مولوی سید عبدالغنی صاحب عظیم آبادی مطبوعہ مطبع ہاشمی دہلی۔ اور کتاب اکمال الدین واتمام النعمہ عربی کا ص ۳۵۸)۔

ہم مرزائی صاحبان کو چیلنج دیتے ہیں اور ایک سو روپیہ کے انعام کا وعدہ کرتے ہیں کہ وہ کسی کتاب سے یہ ثابت کردیں کہ یوز آصف والی قبر جو شہزادہ نبی کے نام سے مشہور ہے اس قبر میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام فوت ہو کر مدفون ہیں۔ یا کسی تاریخ کی کتاب کا حوالہ دیں اور اس کا صفحہ و سطر نوٹ کریں ہم خود کتاب دیکھ لیں گے۔ اگر وہ کسی کتاب سے خواہ وہ کتاب تاریخ کی ہو نہ دکھا سکیں تو پھر قرآن شریف اور حدیثات نبوی پر مرزا صاحب کی دروغ بافی کو ترجیح نہ دیں اور اس فاسد عقیدہ سے توبہ کریں۔ کہ مسیح بعد صلیب کشمیر میں آیا اور ۸۷ برس رہ کر فوت ہوا۔ اور محلّہ خانیار میں جو قبر ہے یہ اُسی کی قبر ہے۔

جس طرح ہم کتابوں کے حوالے دیتے ہیں اس طرح مرزائی صاحبان بھی کتابوں کا حوالہ دیں۔ بلادلیل و ثبوت دعویٰ ہرگز قبول نہیں ہو سکتا۔ تاریخ کشمیر جو تاریخی اعظمی کے نام سے مشہور ہے اور ایک ولی اللہ صاحب کشف والہام کی تصنیف ہے اُس کے صفحہ ۱۸ پر لکھا ہے کہ "در زمانِ سابق یکے از سلاطین زادہا در پارسائی و تقویٰ بدرجہ رسیدہ کہ برسالت ایں خطہ مبعوث شد۔ وبدعوت خلائق اشتغال نمود نامش یوز آصف بود۔ بعد

رحلت در محلہ انزمرہ قریب خانیار آسود۔"

ترجمہ۔ پہلے زمانہ کے شہزادوں میں سے ایک شہزادہ پرہیز گاری اور پارسائی میں اس درجہ تک پہونچا تھا کہ اس خطہ کی رسالت کے واسطے مبعوث ہوا۔ اور خلقت کی تبلیغ اور دعوت حق میں مشغول رہا۔ اُسکا نام یوز آصف تھا۔ اور مرنے کے بعد محلہ انزمرہ میں خانیار کے قریب دفن کیا گیا۔

چند شہادتیں

پرانی باتوں کی تصدیق زمانہ حال کے علماؤ فضلاء و رئیسانِ سرینگر کشمیر اس طرح کرتے ہیں:۔

شہادت ا۔ خواجہ سعد الدین والد ثناء اللہ مرحوم کی ہے۔ وہ قاضی فضل احمد صاحب کورٹ انسپکٹر پولیس کے استفسار پر لکھتے ہیں:۔

السلام علیکم۔ مکاتبہ مسرت طراز بخصوص دریافت کردن کیفیت اصلیت مقبرہ یوز آصف مطابق تواریخ کشمیر در کوچہ خانیار حسب تحریر تالیفات جناب مرزا صاحب قادیانی و اطلاع آں زمان سعید رسید باعث خوشوقتی شد۔ من مطابق چٹھی مرسولہ آں مشفق چہ از مردم عوام چہ از حالات مندرجہ کشمیر درپے آں رفتہ آنکہ واضح شد اطلاع آں میکنم۔

مقبرہ روضہ بل۔ یعنے کوچہ خان یار بلا شک بوقت آمدن از راہ مسجد جامع بطرف چپ واقع است۔ مگر آں مقبرہ بملاحظہ تاریخ کشمیر نسخہ اصل خواجہ اعظم صاحب دیدہ مری کہ ہم صاحب کشف و کرامات محقق بودند۔ مقبرہ سید نصیر الدین قدس سرہ میباشد، بملاحظہ تاریخ کشمیر معلوم نمیشود کہ آں مقبرہ بمقبرہ یوز آصف مشہور است۔ چنانچہ حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی تحریر میفرمایند۔ بلے اینقدر معلوم میشود کہ در مقبرہ حضرت

سنگ قبرے واقع است آنرا قبر یوز آصف نوشتہ است بلکہ تحریر فرمودہ اند کہ در محلّہ انزمرہ مقبرہ یوز آصف واقعست مگر آں نام بلفظ سین نیست بلکہ بلفظ صاد است وایں محلّہ بوقت آمدن ازراہ مسجد جامع طرف راست است طرف چپ نیست۔ درمیان انزمرہ و روضہ بل یعنے کوچہ خانیار مسافت واقعست بلکہ نالہ مار ہم مابین آنہا حائل است پس فرق بدو وجہ معلوم میشود۔ ہم فرق لفظی وہم فرق معنوی۔ فرق لفظی آنکہ یوز آصف بہ صاد است در انزمرہ مدفون نوشتہ اند بلفظ سین آں نیست وتغائر اسم بر تغائر مسمّی دلالت میکند وفرق معنوی آنکہ یوز آصف کہ مرزا صاحب میفرمایند کہ در کوچہ خانیار واقعست۔ ایں در محلّہ انزمرہ تغائر مکان بر تغائر مکین دلالت میکند کہ یک شخص در دہ جاہ مدفون بودن ممکن نیست۔ عبارت یہ کہ در تاریخ خواجہ اعظم صاحب دیدہ مرے مذکور است این است حضرت سید نصیر الدین خانیاری از سادات عالیشان است در زمرۂ مستورین بود بتقریب ظہور نمود مقبرہ میر قدس سرہ در محلّہ خانیار مہبط فیوض وانوار است ودر جوار ایشاں سنگ قبرے واقع شدہ در عوام مشہور است کہ آنجا پیغمبرے آسودہ است کہ در زمان سابقہ در کشمیر مبعوث شدہ بود ایں مکان بمقام آں پیغمبر معروف است۔ در کتابے از تواریخ دیدہ ام کہ بعد قضیہ دور دراز حکایتے مینویسد کہ یکے از سلاطیں زادہ ہائے براہ زہد و تقوے آمدہ ریاضت و عبادت بسیار کردہ برسالت مردم کشمیر مبعوث شدہ در کشمیر آمدہ بدعوت خلائق مشغول شدو بعد رحلت در محلّہ انزمرہ آسود۔ در آں کتاب نام آں پیغمبر را یوز آصف نوشت۔ انزمرہ در خانیار متصل واقعست۔" از ملاحظہ ایں عبارت صاف عیاں است کہ یوز آصف در محلّہ انزمرہ مدفون است در کوچہ خانیار مدفون نیست وایں یوز آصف از سلاطین زادہا بودہ است وایں عبارت تواریخ مخالف

ومناقض ارادہ حضرت مرزا صاحب ست از یراکہ یسوع خودرا یکے از سلاطین وغیرہ انتساب نہ کردہ اند۔ فقط۔ راقم خواجہ سعد الدین عفی عنہ فرزند خواجہ ثناء اللہ مرحوم ومغفور۔ از کوٹھی خواجہ ثناء اللہ۔ غلام حسن از کشمیر ۱۵۔ ذالحجہ ۱۳۱۴ھ۔

شہادت ۲۔ اطلاع باوجود ارقام کردہ بود کہ در شہر سرینگر در ضلع خانیار پیغمبرے آسودہ است۔ معلوم سازند موجب آں خود بذات بابت تحقیق کردن آں در شہر رفتہ ہمیں تحقیق شدہ پیشتر از دو صد سال شاعرے معتبر وصاحب کشف بودہ است نام آں خواجہ اعظم دیدہ مری داشتہ یک تاریخ از تصانیف خود نمودہ است کہ دریں شہر دریں وقت بسیار معتبر است دراں ہمیں عبارت تصنیف ساختہ است کہ در ضلع خان یار در محلہ روضہ بل میگویند کہ پیغمبرے آسودہ است یوز آصف نام داشتہ وقبر دوم درانجا است از اولاد زین العابدین رضی اللہ عنہ۔ سید نصیر الدین خان یاری است وقدم رسول درانجا ہم موجود است اکنوں درانجا بسیار مرجع اہل تشعیہ دارد۔ بہر حال سوائے تاریخ خواجہ اعظم صاحب موصوف دیگر سندے صحیح ندارد۔ والعلم عند اللہ تعالیٰ۔ راقم سید حسن شاہ از کشمیر ۲۲ ذی الحج ۱۳۱۴ھ

شہادت ۳۔ جو علماء کشمیر کی طرف سے بذریعہ ایک رجسٹری شدہ لفافہ کے موصول ہوئی ہے۔ نحمدہ ونصلی علی حبیبہ محمد والہ وصحبہ اجمعین۔ قبل از ظہور دین اسلام کدام مذہب بغیر مذہب ہنود در کشمیر نبود۔ نہ از دین عیسوی نامے ونہ از مذہب موسوی نشانے پیدا وہویدا بود۔ نہ در کدام یکے از تواریخ معتبرہ مسطور راست ونہ برزبان کدام کسے از عوام وخواص مذکور است کہ از دین عیسوی در کشمیر اثرے ویا از دین موسوی درانیجا خبرے بود۔ قبرے کہ در محلہ خانیار است عامہ خلائق برآں اند کہ قبر یک بزرگ است۔

و بعضی گفته اند که قبر یک پیغمبر است که نام شاں یوز آصف است وایں امر بعضے از بزرگان را بکشف منکشف شد لیکن ایں امر ہم در کدام تاریخ معتبر بطرز مسلسل ومدلل که مفید گونہ اطمینان مے بود یافتہ نہ شد بلکہ سخنے بے بنیاد وسقفے بے عماد است۔ میرزا صاحب بفحوائے الغریق یتشبث بکل حشیش و بمقتضائے حبک الشی یعمی ویصم جالے خراشیدہ ووہمی تراشیدہ ایں اختراع کردند که یوز آصف بمعنے عیسےٰ علیہ السلام است رد حال روایت از تقریر بالا معلوم شد۔ و بلحاظ اصول درایت ہم ایں امر بغایت مستبعد و نہایت مشکل بلکہ سراسر بہتان وسراپاہذیان معلوم مے شود که عقل سلیم وطبع مستقیم ہرگز جرات تسلیم نمیکند۔ اول بایں وجہ که حضرت عیسےٰ آنقدر راہ دور ودراز و دشوار گزار بقول شاعر "بود قطع رہِ کشمیر مشکل بحق نتواں رسید از راہ باطل بایں جاکہ نامے ونشانے از محبان و مخلصان شاں دریں دیار نبود تشریف مے آوردند، باقطع نظر ازیں اگر چنیں صورت بوقوع ہم مے آمد نامے ونشانے از عیسویت درانیجا یافتہ مے شد وآں بالکلیہ مفقود وغیر موجود است۔ علاوہ برایں بعد ظہور اسلام دریں دیار اگر ہزارہا سال بفرض محال گذشتہ مے بودند درنام مبارک حضرت عیسےٰ علیہ السلام اینقدر تغیر و تبدل نمے شد ووجود ذی جود حضرت عیسےٰ علی نبینا وعلیہ السلام باوجود بعثت وباآں معجزاتِ ظاہرہ کمالاتِ باہرہ مانند ابراءاکمہ وابرص واحیاء موتی ہرگز ہرگز مستور و محجوب نمے ماند وایں امر بدیہی است حاجت بنظر نیست۔

(مہرودستخط) احقرالانام کثیر آلاثام محمد حسام الدین حنفی مفتی عفی عنہ۔

(مہرودستخط) مولوی محمد صدرالدین عفی عنہ مفتی اعظم کشمیر۔

(مہرودستخط) حررہ الاحقر محمد سعدالدین عفی عنہ المفتی الکشمیری القاضی۔

(مہرودستخط) احقر عمادالدین محمد یوسف عفی عنہ۔

واقعی در کشمیر در محلّہ خانیار قبر ہیچ یکے از پیغمبراں نیست و ندارد وکسانیکہ از متبعان مرزا صاحب بتقلیدِ شاں میگویند کہ قبر حضرت عیسےٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام است در محلّہ خانیار است محض ہیچ وپوچ است بفرض محال اگر چنیں روایت ہم مے بود درایت بالکل مخالف اوست۔ پس دانشمندان اسلام بدانند کہ قائل قولِ مرقوم محض مغالطہ وفریب دہی سامعان خود محض برائے سخن پروری خود میکند و آں مردود وباطل است۔

مہرودستخط مولوی مفتی محمد امان اللہ الحنفی عفی عنہ۔

در محلّہ خانیار قبر کدام نبی موجود نیست۔ آرے اینکہ بصیغہ تمریض در بعضی تاریخنامہ ہانوشتہ است آں ہمیں است کہ در محلّہ ازمرہ قبر یوز آصف است۔ یوز آصف کجاو حضرت عیسےٰ کجا۔ وشور حضرت عیسےٰ تافلک رسیدہ اگر در زمین ہمہ بہار کشمیر وارد میشدند دعوئے آنہا مخفی نے ماند ساکت نمی ماندند کہ خلاف مقصد بعثت انبیا علیٰ نبیناوعلیہ السلام است وتاریخنامہائے ملی وغیر ملی از حالات ورودِ مبارکِ شاں مشحون مے بودند۔ "ولیس فلیس" والغالی باطل فالمقدم مثلہ۔

مہرودستخط مولوی محمد شریف الدین عفی عنہ المفتی القاضی۔

اب اگر کسی مرزائی صاحب میں غیرت وحق طلبی کا کچھ شمہ ہے۔ تو اسی طرح کی تاریخی سندات ثبوت دعوے میں پیش کریں۔ ورنہ خلق خدا کے لئے بجو مرزاجی ضَلَّ فاَضَلَّ کے مصداق نہ بنیں۔

دندان شکن جوابات

برادران اسلام! پہلے ہم رسالہ انجمن تائید اسلام ماہ جولائی ۱۹۲۰ء میں تاریخی وتحریری شہادات سے ثابت کر چکے ہیں کہ کشمیر والی قبر جسے

مرزاجی مسیح کی قبر کہتے ہیں حقیقت میں شاہزادہ یوز آصف کی قبر ہے۔ چونکہ تاریخی ثبوت کی تردید کے واسطے بھی تاریخی ثبوت ہونا چاہئے مگر ایسا کوئی ثبوت مرزاجی اور مرزائیوں کے ہاتھ میں نہیں صرف قیاسی اور شکی باتیں پیش کرتے ہیں جو ہرگز ہرگز قابل قبول نہیں اس واسطے ضروری ہے کہ اُن کے اوہام اور قیاسی دلائل کے بھی دنداں شکن جواب دیئے جائیں تاکہ اہل اسلام دھوکا نہ کھائیں۔ لہٰذا ذیل میں ہم اُن کے دلائل لکھ کر ساتھ ہی ساتھ جواب عرض کرتے ہیں۔

دلیل (۱)۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ "سو واضح ہو کہ حضرت مسیح کو ان کے فرض رسالت کے رو سے ملک پنجاب اور اس کے نواح کی طرف سفر کرنا نہایت ضروری تھا کیونکہ بنی اسرائیل کے دس فرقے جن کا انجیل میں اسرائیل کی گم شدہ بھیڑیں نام رکھا گیا ہے ان ملکوں میں آگئے تھے جن کے آنے میں کسی مورخ کو اختلاف نہیں ہے۔ اس لئے ضروری تھا کہ حضرت مسیح اس ملک کی طرف سفر کرتے۔ اور ان گم شدہ بھیڑوں کا پتہ لگا کر خدا تعالےٰ کا پیغام اُن کو پہونچاتے۔ (دیکھو صفحہ ۹۱ کتاب "مسیح ہندوستان میں" مصنفہ مرزا صاحب)

الجواب۔ جن مورخوں نے مسیح کا ہندوستان میں آنا لکھا ہے اور پھر کشمیر میں فوت ہو کر محلہ خانیار میں مدفون ہونا بتایا ہے۔ کوئی مرزائی مرزا صاحب کو سچا ثابت کرنے کے واسطے اُس تاریخ کی کتاب کا نام لکھ کر صفحہ کا حوالہ دے دے جہاں لکھا ہے کہ مسیح ہندوستان میں آکر فوت ہوا اور کشمیر میں اُس کی قبر ہے

ہم اُس مرزائی کو ایک سو روپیہ انعام دیں گے

اگر کوئی مرزائی یہ نہ بتا سکے تو اس کو یقین کرنا چاہئے کہ یہ بالکل غلط

ہے کہ مسیح کی قبر کشمیر میں ہے۔ کیونکہ واقعات گذشتہ کی تصدیق کتب تواریخ سے ہی ہوتی ہے۔ صرف قیاس کر لینا کافی نہیں۔ جب کسی خاص شخص کا ذکر ہو تو پھر اس کے نصف حصہ کو نقل کرنا اور نصف حصہ اپنے پاس سے جوڑ لینا راستبازی اور دیانت کے خلاف ہے۔

جن مورخوں نے بزعم مرزا صاحب مسیح کا ہندوستان میں آنا لکھا ہے اُنہی مورخوں نے یہ بھی تو لکھا ہے کہ مسیح ۲۹ برس کی عمر میں ہندوستان سے واپس ملک بنی اسرائیل میں گیا۔ اور ۳۳ برس کی عمر میں صلیب دیا گیا۔ اور صلیب پر فوت ہوا۔ اور جس جگہ صلیب دیا گیا وہیں اس کی قبر ہے یعنی ملک شام میں۔ جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ کیا مرزا صاحب کا قیاس درست ہو سکتا ہے کہ چونکہ مسیح ہندوستان میں آیا اس لئے اس کا فوت ہونا اور کشمیر میں دفن ہونا بھی ثابت ہو گیا۔ یہ ایسی ہی ردی دلیل ہے جیسے کوئی شخص کہے کہ حکیم نورالدین کی قبر لاہور میں ہے کیونکہ وہ لاہور میں آتے رہے ہیں۔ حالانکہ لاہور میں اُن کا آنا اور بات ہے اور فوت ہو کر مدفون ہونا امر دیگر۔

پس بفرضِ محال اگر بقول روسی سیاح مسیح ہندوستان میں آیا تو اس سے اُس کا ہندوستان میں فوت ہونا اور کشمیر میں دفن ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ تاوقتیکہ جس مورخ نے یہ لکھا ہے کہ مسیح ہندوستان میں آیا وہی مورخ یہ نہ لکھے کہ مسیح ہندوستان میں آ کر فوت ہوا۔ اور کشمیر میں اس کی قبر بنائی گئی۔ جب وہی مورخ جنہوں نے مسیح کا ہندوستان اور تبت میں آنا لکھا ہے وہی خود لکھ رہے ہیں کہ مسیح ۲۹ برس کی عمر میں اپنے وطن کو واپس چلا گیا اور وہاں صلیب پر دو چوروں کے ساتھ فوت ہوا اور وہیں اس کی قبر ہے تو پھر مرزا جی کی من گھڑت کہانی جو اُنہوں نے مطلب براری کے واسطے بنائی ہے

تاریخی اور انجیلی ثبوت کے مقابل کچھ وقعت نہیں رکھتی۔ شاید خوش اعتقاد بندے یہ کہہ دیں کہ مرزاجی نے بذریعہ کشف والہام خداتعالیٰ سے اطلاع پاکر ایسا لکھا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے جو مرزا صاحب نے لکھا کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں فوت ہوا اور مدفون ہے اور لکھا کہ بیت المقدس میں مسیح کی قبر ہے۔ وہ بھی خداتعالے سے اطلاع پاکر لکھا تھا یا از خود ہی لکھ دیا تھا۔ جب پہلے کشف اور الہام کو خود ہی مرزاجی نے بے اعتبار کر دیا تو اب کیا اعتبار ہے یہ کشف والہام سچا ہو۔ جبکہ وہی تاریخ وانجیل جس کو مرزاجی خود پیش کرتے ہیں۔ وہی انجیل و تاریخ مرزاجی کا رد کر رہی ہے بلکہ مرزاجی کے پہلے بیانات کی تصدیق کر رہی ہے کہ مسیح اپنے وطن میں دفن ہوا۔ جس سے روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ مرزاجی کا قیاس غلط ہے کہ یوز آصف والی قبر مسیح کی قبر ہے۔

نیز۔ مرزاجی کا قیاس اس وجہ سے بھی غلط ہے کہ بخت نصر کے یروشلم کے تباہ کرنے کے وقت بنی اسرائیل کے بہت سے قبائل ترکستان۔ ماوراء النہر۔ شمالی عرب۔ اور یونان کی طرف بھی چلے گئے تھے۔ (دیکھو خطبات احمدیہ کا تیسرا خطبہ بر صفحہ ۲۱۲۔ اور کتاب النبی والاسلام کا صفحہ ۸ جس میں قبائل بنی اسرائیل کا عرب میں آنا مذکور ہے) اور یہ بات مرزاجی خود بھی تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ اپنی کتاب "مسیح ہندوستان میں" کے صفحہ ۱۰۰ پر بحوالہ مخزن افغانی باب سوم لکھتے ہیں بخت نصر نے جب بنی اسرائیل کو شام سے نکال دیا تو آصف اور افغان کے چند قبائل عرب می جاگزیں ہوئے۔ اب فریقین کے بیان سے ثابت ہے کہ عرب میں بھی قوم بنی اسرائیل آباد تھی۔

پھر مرزا صاحب کتاب "مسیح ہندوستان میں" کے صفحہ ۱۴ پر قبول

کرتے ہیں اور لکھتے ہیں۔ ایک اور روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ یہودی لوگ تاتار میں جلاوطن کر کے بھیجے گئے تھے۔ اور بخارا۔ مرو اور خیوا کے متعلقہ علاقوں میں بڑی تعداد میں موجود تھے۔ جب یہ بات ثابت ہے کہ یہودی لوگ عرب تاتار۔ ترکستان۔ یونان۔ چین میں بھی علاوہ تبت و کشمیر کے آباد تھے۔ تو پھر مسیح کا صرف کشمیر میں جا کر بیٹھ رہنا اور دوسرے ممالک کو نہ جانا اور اپنا فرض رسالت ادا نہ کرنا ثابت ہوگا جو ایک رسول کی شان سے بعید ہے کہ اپنی جان کے خوف سے یہودیوں میں تبلیغ نہ کرے۔ اور ۸۷ برس کشمیر میں ضائع کر کے فوت ہو جائے اور مدفون ہو۔ اور ایسی گمنامی کی حالت میں رہے کہ لوگ اس کا نام تک ہی بھول گئے کہ اس کی قبر کو یوز آسف کی قبر کہنے لگے۔ بھلا یہ ہو سکتا ہے کہ ایک نبی اللہ اور رسول اللہ صاحب کتاب ایسی چپ چاپ زندگی بسر کرے۔ اگر وہ بقول مرزا جی اپنی گمراہ بھیڑوں کی تلاش میں کشمیر آیا تھا تو پھر بہت یہودی راہِ راست پر آئے ہوں گے۔ اور مسیح کے پیرو بکثرت کشمیر میں ہونے چاہئیں تھے۔ اور یہ ممکن نہ تھا کہ ایسے اولوالعزم پیغمبر کا ایک نام لیوا بھی کشمیر میں نہ رہا، نام لیوا تو درکنار اس کا صحیح نام بھی عوام اہل کشمیر کو یاد نہ تھا کہ صاحب قبر یسوع نہیں یوز آصف ہے۔ اللہ اکبر۔ غرض انسان کو بالکل بے اختیار کر دیتی ہے۔ ملک شام میں مسیح صرف تین چار برس رہے وہاں تو ہزاروں لاکھوں یہودی اُس پر ایمان لائیں اور ایمان بھی ایسا کہ خدائی کے مرتبہ تک پہونچا دیں اور جہاں بقول مرزا صاحب ۸۷ برس رہیں (یعنی کشمیر) وہاں ایک بھی آدمی اس پر ایمان نہ لائے۔ یہ کس قدر خدا تعالے اور اُس کے رسول کی ہتک ہے کہ خدا تعالے اپنا رسول ایسے ملک میں روانہ کرتا ہے جہاں اُس کو ۸۷ برس کے عرصہ میں کوئی بھی قبول نہیں کرتا۔ بلکہ اس کا نام تک نہیں جانتا۔

نیز اگر حضرت مسیح کا سفر کرنا یہودیوں کی تلاش کے واسطے ضروری تھا تو پھر عرب، تاتار، ترکستان وغیرہ ممالک میں کیوں نہ گئے۔ کیا وہاں انکا فرض نہ تھا کہ وہاں کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو راہ راست پر لاتے۔ اور کیا وہ وہاں نہ جانے سے اور چپ چاپ بے دست وپا ہو کر کشمیر میں ۸۷ برس پڑا رہنے میں خدا تعالے کے گنہگار نہ ہوئے کہ کشمیر میں ایک عیسائی نہ ہوا ورنہ کسی عیسائی کا پتہ کسی تاریخ سے دو اور ان کی قبریں بتاؤ کہ کس محلہ میں ہیں۔ کیوں کہ تاریخی واقعات کی تصدیق یا تکذیب تاریخوں سے ہی ہو سکتی ہے اپنے قیاس اور طبعزاد قصہ بنا لینے سے نہیں۔ پس یہ قیاس بالکل غلط ہے کہ مسیح کی قبر کشمیر میں ہے۔ اگر کسی مورخ نے لکھا ہے تو دکھاؤ اور ایک سو روپیہ انعام پاؤ۔

دلیل (۲)۔ حضرت مسیح کہتے ہیں کہ میں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا دوسری قوم کی طرف نہیں بھیجا گیا۔ (ریویو جلد ۲ نمبر ۱ ص ۱۱۔ ۱۲)

الجواب۔ حضرت مسیح کا یہ فرمانا کہ کھوئی ہوئی بھیڑوں کے واسطے آیا ہوں۔ یہ ایک استعارہ ہے جو آسمانی کتابوں میں مذکور ہے۔ اس سے یہ ہرگز مراد نہیں کہ جو جلاوطن بنی اسرائیل ہو گئے ہیں میں ان کے واسطے آیا ہوں۔

(الف) دیکھو زبور ص۔ ۱۱۹۔ ۱۷۴ میں اُس بھیڑ کی مانند جو کھوئی جائے بہک گیا ہوں۔

(ب) پطرس ۲۵/۲ پہلے تم بھیڑوں کی طرح بھٹکتے پھرتے تھے مگر اب اپنی جانوں کے گذریہ اور نگہبان کے پاس پھر آ گئے ہو۔

(ج) یوحنا ۱۰۔ ۲۶۔ ۲۷ لیکن تم اس لئے یقین نہیں کرتے کہ میری بھیڑوں میں سے نہیں ہو میری بھیڑیں میری آواز سنتی ہیں اور میں اُنہیں جانتا ہوں۔ اور وہ میرے پیچھے پیچھے چلتی ہیں۔

ان ہر سہ حوالجات زبور وانا جیل سے ثابت ہے کہ مسیح کا یہ فرمانا کہ کھوئی ہوئی بھیروں کے واسطے آیا ہوں جلاوطن یہودیوں سے مراد نہیں اور نہ یہ مطلب ہے۔ کہ میں انہیں غیر ممالک میں تلاش کر کے پاؤں گا۔ بلکہ وہ صاف صاف فرماتے ہیں کہ جو مجھ پر ایمان نہیں لاتا وہ میری بھیڑ نہیں۔ گم شدہ بھیڑوں سے ناہدایت یافتہ اور گمراہ غافل بے دین لوگ مراد ہیں جن کو حضرت مسیح نے تعلیم دی اور راہِ راست پر لائے اگر کھوئی ہوئی بھیڑوں سے جلاوطن یہودی مراد ہوتے تو مسیح دوسرے ملکوں میں جاتے مگر وہ توانہی کو اپنی بھیڑیں کہتے ہیں جو اُن پر ایمان لائے۔ ایسا ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔ الم اجد کم ضالاً فھد اکم اللہ بی وکنتم متفرقین فانعکم اللہ بی۔ ترجمہ۔ کیا نہیں پایا میں نے تم کو گمراہ پس ہدایت کی اللہ تعالے نے تم کو میرے ساتھ اور تھے تم تتر بتر بس خدا نے بلا لیا تم کو میرے ساتھ۔ (مشارق الانوار حدیث ۱۰۲۴)۔

حضرت خاتم النبیین محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی حضرت مسیح کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی تصدیق فرما دی کہ کھوئی ہوئی سے مراد ضالاً گمراہ روحانی ہے۔ نہ کہ جلاوطن۔ افسوس! مرزا صاحب کچھ ایسے مطلب پرست تھے کہ اپنے مطلب کے واسطے تو اسم علم کا بھی استعارہ بنا لیتے اور ابن مریم کے معنے ابن غلام مرتضے کر لیتے بلکہ استعارہ کے طور پر حاملہ بھی ہو جاتے۔ دردزہ بھی ہوتی اور بچہ بھی جن لیتے جو کہ بمنزلہ اطفال اللہ ہوتا۔ اور (نعوذ باللہ) آپ استعارہ کے رنگ میں خدا کی بیوی بن جاتے۔ قادیان کو دمشق بنا لیتے۔ مگر جب اپنا مطلب استعارہ سے نہ نکلتا ہو تو استعارہ کو حقیقی معنوں میں لیتے۔ کیا کوئی عقلمند تسلیم کر سکتا ہے کہ اُمتِ عیسوی حقیقتاً بھیڑیں تھیں اور حضرت عیسےٰ جب ان کو آواز دیتے تو بہن بہن کرتی ہوئی عیسےٰ کی طرف آتی

تھیں؟ حضرت عیسے تو اپنی بھیڑ اسی کو فرماتے ہیں جو ان کے پیرو تھے۔ اور یہودی تو پانچویں صدی قبل از مسیح بخت نصر کے وقت بھاگ گئے تھے۔ وہ مسیح کی بھیڑیں کس طرح ہو سکتے ہیں اور مسیح کا فرض کس طرح قرار دیا جا سکتا ہے کہ وہ ان کے پیچھے پیچھے سفر کرتا پھرے۔ اور پھر سر کا یہ نتیجہ کہ ۸۷ برس میں ایک بھی عیسائی نہ ہوا۔ خدا نے صلیب سے مسیح کو اسی واسطے نجات دی تھی کہ کشمیر جا کر تبلیغ کرے اور ایک بھی یہودی ایمان نہ لائے۔ کس قدر خدا کی ہتک اور لاعلمی ہے کہ مسیح کو کشمیر روانہ کرنے کے نتیجہ سے بے علم تھا۔ پس یہ سراسر غلط ہے کہ مسیح کشمیر میں آیا۔ اور فوت ہو کر محلّہ خانیار میں دفن ہوا۔

دلیل (۳)۔ "اس بات کو اسلام کے تمام فرقے مانتے ہیں کہ حضرت مسیح میں دو ایسی باتیں جمع ہوئی تھیں کہ کسی نبی میں وہ دونوں جمع نہیں ہوئیں۔ ایک یہ کہ انہوں نے کامل عمر پائی یعنے ایک سو پچیس برس زندہ رہے۔ دوم یہ کہ انہوں نے دنیا کے اکثر حصوں کی سیاحت کی اس لئے نبی سیاح کہلائے۔ (دیکھو ص ۵۳ "مسیح ہندوستان میں") کنزالعمال میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے جس کے یہ لفظ ہیں۔ یعنے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سب سے پیارے خدا کی جناب میں وہ لوگ ہیں جو غریب ہیں پوچھا گیا کہ غریب کے کیا معنے ہیں۔ کہا وہ لوگ ہیں جو عیسے مسیح کی طرح دین لے کر اپنے ملک سے بھاگتے ہیں۔ ریویو جلد ۲ نمبر ۶ صفحہ ۲۳۵۔

الجواب۔ یہ بالکل غلط ہے کہ تمام فرقے مانتے ہیں کہ مسیح ایک سو پچیس برس زندہ رہے بلکہ مسلمانوں کے تمام فرقوں کا یہ مذہب ہے کہ حضرت مسیح ۳۳ برس اس دنیا میں رہے اور ان کا رفع ۳۳ ویں برس ہوا اور پھر آسمان پر زندہ اٹھا لئے گئے اور بعد نزول فوت ہو کر مقبرہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں دفن ہوں گے۔ اور ان کی قبر چوتھی قبر ہو گی درمیان

قبروں ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے اور یہی مذہب عیسائیوں کا انجیلوں میں مذکور ہے۔ جس کی تصدیق قرآن شریف نے بدیں الفاظ وماقتلوہ وماصلبوہ وما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ سے کردی ہے۔ یعنی حضرت عیسےٰ علیہ السلام نہ تو قتل ہوئے اور نہ صلیب دیئے گئے بلکہ اللہ تعالےٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا۔ اب قرآن شریف سے بعبارت النص ثابت ہے کہ حضرت عیسےٰ فوت نہیں ہوئے اور نہ قتل ہوئے۔ جب قتل نہ ہوئے اور اٹھائے گئے تو زندہ ثابت ہوئے۔ کیوں کہ یہود کا قاعدہ یہ تھا کہ پہلے مجرم کو قتل کرتے اور بعد میں صلیب پر لٹکاتے تاکہ دوسرے لوگوں کو عبرت ہو۔ مگر چونکہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نہ قتل ہوئے اور نہ صلیب دئے گئے۔ تو زندہ اٹھایا جانا ثابت ہوا کیوں کہ قتل و صلیب کا فعل جسم پر وارد ہوتا ہے۔ جس کی تردید قرآن شریف فرمارہا ہے۔ جب جسم قتل و صلب سے بچایا گیا تو جسمی رفع بھی ثابت ہوا۔ کیوں کہ قتل و صلب کا فعل جسم پر وارد ہو سکتا ہے روح کو نہ تو کوئی قتل کر سکتا ہے اور نہ پھانسی دے سکتا ہے۔ پس جو چیز قتل اور لٹکانے سے بچائی گئی وہی چیز اٹھائی گئی یعنے جسم۔ جب رفع مسیح جسمانی ہوا تو ثابت ہوا کہ قرآن شریف کے ماننے والے فرقے تو ہرگز اس بات کے قائل نہیں کہ مسیح نے ایک سو پچیس برس کی عمر پائی۔ یہ مرزا جی کا تمام فرقوں پر بہتان ہے۔ افسوس! مرزا جی کو اپنی تحریریں اور اپنی مایۂ ناز حدیث بھی بھول گئی جن میں لکھتے رہے کہ مسیح کی عمر ایک سو بیس برس کی تھی۔ مرزا صاحب کا یہ لکھنا بھی غلط ہے کہ سوائے مسیح کے کامل عمر کسی نبی نے نہیں پائی شاید مرزا صاحب حضرت آدم و حضرت نوح و حضرت شیث وغیرہ ہم کو نبی نہیں تسلیم کرتے جنہوں نے ایک ہزار برس کے قریب عمریں پائیں۔ (دیکھو بائبل باب پیدائش۔)

دوم یہ کہ انہوں نے اکثر حصوں ملک کی سیر کی۔ یہ بھی غلط ہے انجیل سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح ملک شام میں ہی سیر اور تبلیغ فرماتے رہے اور وہیں ان کی امت تھی اور وہیں ملک شام میں واقعہ صلیب ہوا۔ اور وہ صرف ۳۳ برس دنیا میں رہے یہ بھی مرزا صاحب نے غلط لکھا ہے کہ مسیح دین لے کر بھاگا۔ بلکہ جان بوجھ کر دھوکا دیا ہے۔ اور حدیث میں تحریف معنوی کی ہے۔ ہم مرزا صاحب کا جھوٹ ظاہر کرنے کے واسطے حدیث کے اصل الفاظ نقل کرتے ہیں تاکہ مسلمانوں کو معلوم ہو کہ مرزا صاحب جھوٹ تراشنے اور دوسرے کو دھوکا دینے میں کس قدر دلیر تھے۔ حدیث یہ ہے (دیکھو کنزالعمال جلد ۶ ص ۵۱) قال احب الشی الی الله الغرباء قیل ای شی الغرباء قال الذین یفرون بدینهم ویجتمعون الی عیسیٰ بن مریم۔ ترجمہ:۔ فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے خدا کی جناب میں پیارے وہ لوگ ہیں جو غریب ہیں۔ پوچھا گیا کہ غریب کے کیا معنے۔ فرمایا وہ لوگ جو بھاگیں گے ساتھ دین اپنے کے اور جمع ہوں گے طرف عیسےٰ بیٹے مریم کی۔ مرزا جی نے الفاظ حدیث الذین یفرون بدینهم و یجتمعون الی عیسیٰ بن مریم کا ترجمہ غلط کر کے سخت دھوکا دیا ہے یعنے آپ لکھتے ہیں۔ "وہ لوگ ہیں جو عیسےٰ مسیح کی طرح دین لے کر اپنے ملک سے بھاگتے ہیں۔" مرزا صاحب کے یہ معنے ایک ادنیٰ طالب العلم بھی غلط قرار دے سکتا ہے یجتمعون الی عیسےٰ ابن مریم میں لفظ الی کو حرف تشبیہ گردانا اور اس کے معنے کئے "عیسےٰ کی طرح دین لے کر اپنے ملک سے بھاگتے ہیں۔

ناظرین پر واضح ہو کہ الی کے معنے طرف ہیں نہ کہ طرح۔ یعنی عیسےٰ بن مریم کی طرف لوگ جمع ہوں گے۔ چونکہ اس حدیث کے الفاظ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا اصالتاً نزول ثابت کرتے تھے اس لئے مرزا جی نے معنے

غلط کر دئے۔ مگر یہ خدا کی قدرت ہے کہ جس حدیث کو مرزائی اپنے مفید مطلب سمجھ کر پیش کرتے ہیں وہی ان کے مدعا کے خلاف ہوتی ہے۔ اس حدیث میں بھی صاف اصالتاً نزول عیسےٰ بن مریم مذکور ہے نہ کہ اس کا کوئی بروز و مثیل۔ کیوں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ بن مریم کے نزول کے وقت جو جو لوگ عیسےٰ بن مریم کی طرف جمع ہوں گے یعنے اس کی جماعت میں شامل ہوں گے وہی اللہ کے پیارے ہوں گے۔ اب تو روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ وہی عیسےٰ بن مریم نازل ہو گا اور وہ زندہ ہے اس کے سوا جو دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔ اب جو شخص کہے کہ عیسےٰ بن مریم مر چکا ہے وہ نہیں آسکتا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتا ہے۔ کیوں کہ اگر عیسےٰ بن مریم دوسرے نبیوں کی طرح مر چکا ہوتا تو پھر اس کا نزول بھی نہ فرمایا جاتا۔ کیوں کہ جو شخص مر جاتا ہے وہ اس دنیا میں واپس نہیں آتا۔ اور حضرت مسیح از روئے قرآن و حدیث واپس آنے والے ہیں اس لئے ثابت ہوا کہ وہ زندہ ہیں۔ کیوں کہ اگر وہ دوسرے نبیوں کی طرح فوت ہو جاتے تو پھر حضرت خلاصہ موجوداتؐ یہ ہرگز نہ فرماتے کہ تم میں عیسےٰ بن مریم واپس آئے گا۔ اس لئے یہ جو فوت ہو جائے وہ دوبارہ واپس نہیں آتا۔ لہٰذا کسی مسلمان کا یہ زہرہ نہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو (نعوذ باللہ) جھٹلاوے اور حضرت عیسیٰ کو فوت شدہ تسلیم کرے پس اس مختصر بحث سے ثابت ہوا کہ جب حضرت عیسےٰ بن مریم زندہ ہیں اور کسی تاریخ کی کتاب میں ان کا فوت ہونا اور کشمیر میں دفن ہونا مذکور نہیں تو ثابت ہوا کہ کشمیر میں جو قبر ہے وہ یوز آصف کی ہے نہ کہ عیسےٰ بن مریم کی۔

دلیل (۴)۔ دیکھو راز حقیقت ص ۱۷۔۲۔ اصل عبارت۔ حال

میں جو روسی سیاح نے ایک انجیل لکھی ہے جس کو لنڈن سے میں نے منگوایا ہے وہ بھی اس رائے میں ہم سے متفق ہے کہ ضرور حضرت عیسےٰ اس ملک میں آئے۔ الخ

الجواب۔ روسی سیاح کی انجیل نے تو مرزا صاحب کی تمام افسانہ سازی اور دروغ بافی کا رد کر دیا ہے۔ افسوس! مرزا صاحب اپنی مسیحیت و مہدویت کے کچھ ایسے دلدارہ تھے کہ خواہ مخواہ جھوٹ لکھ کر لوگوں کو اس نیت سے دھوکا دیتے کہ کون اصل کتاب کو دیکھے گا۔ لیکن ہم نے جب مرزا جی کے حوالہ کے مطابق کتاب دیکھی تو بالکل برعکس پایا۔ اسی روسی سیاح کی انجیل ہم پہلے حصہ میں نقل مختصراً کر آئے ہیں جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسےٰ چودہ برس کی عمر میں سندھ کے اس پار آیا اور ۲۹ برس کی عمر میں پھر ملک بنی اسرائیل یعنے شام میں واپس گیا اور وہاں ۳۳ برس کی عمر میں پھانسی دیا گیا اور بلاد شام میں اس کی قبر ہے آؤ مرزا جی کے مریدو! اسی روسی سیاح کی انجیل کا فیصلہ ہم منظور کرتے ہیں۔ آپ بھی خدا کا خوف کریں اور یوز آصف کی قبر کو عیسےٰ کی قبر نہ کہیں۔ اب تو آپ کا روسی سیاح آپ کی تردید کر رہا ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ عیسےٰ علیہ السلام واقعہ صلیب سے نجات پاکر کشمیر میں آئے اور ۸۷ برس زندہ رہ کر کشمیر میں فوت ہوئے۔ اور اسی سیاح کی انجیل مرزا جی اور آپ کو جھوٹا قرار دے رہی ہے کہ ہندوستان کی واپسی کے بعد شام میں مسیح مصلوب ہوا۔ اور وہیں ملک شام میں اس کی قبر ہے جس کو مرزا جی بھی اپنی کتاب ست بچن کے حاشیہ پر تسلیم کر چکے ہیں کہ بلاد شام میں مسیح کی قبر ہے لہٰذا روسی سیاح کی انجیل سے بھی یہی ثابت ہوا کہ کشمیر میں عیسےٰ علیہ السلام کی قبر نہیں۔

دلیل (۵)۔ دیکھو تحفہ گولڑیہ ص ۱۱۳ اور پھر اس جگہ وہ حدیث جو

کنز العمال میں لکھی ہے وہ اور بھی ظاہر کرتی ہے یعنے یہ کہ رسول اللہ صلے علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح کو اس ابتلا کے زمانہ میں جو صلیب کا زمانہ تھا حکم ہوا کہ کسی اور ملک کی طرف چلا جا۔ کہ یہ شریر یہودی تیری نسبت بد ارادے رکھتے ہیں اور فرمایا کہ ایسا کر جو ان ملکوں سے دور نکل جاتا تجھ کو شناخت کر کے یہ لوگ دکھ نہ دیں۔

الجواب۔ افسوس! مرزاجی نے اس جگہ بھی وہی حرکت کی ہے کہ اگر کوئی دوسرا شخص کرتا تو مرزاجی اس کو یہودیانہ حرکت کہتے۔ اور لعنت کا مورد بناتے کیا کوئی مرزائی بتا سکتا ہے کہ حدیث کے کن الفاظ کا یہ ترجمہ ہے۔ ”اس ابتلا کے زمانہ میں جو صلیب کا زمانہ تھا۔“

ہم مرزاجی کی دیانت داری کا پول کھولنے کے واسطے حدیث کی اصل عبارت نقل کرتے ہیں تاکہ مرزاجی کا سچ جھوٹ ظاہر ہو۔ دیکھو کنز العمال جلد ۲ ص ۳۴ پر حدیث اس طرح درج ہے اوحی اللہ تعالیٰ الی عیسےٰ ان یا عیسےٰ انتقل من مکانٍ الی مکان لئلا تعرف فتوذی۔ رواہ ابن عساکر عن ابی ھریرۃ ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے عیسے کی طرف وحی کی کہ اے عیسے ایک جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ چلا جا تاکہ تو پہچانا نہ جائے اور تجھے ایذا نہ دی جائے۔

کوئی مرزائی بتائے کہ ”اس ابتلا کے زمانہ میں جو صلیب کا زمانہ تھا۔“ مرزاجی نے کن الفاظ کا ترجمہ کیا ہے؟ مگر اللہ تعالےٰ کی شان دیکھئے کہ مرزاجی تحریف کے مرتکب بھی ہوئے مگر الٹا اس حدیث کو پیش کر کے اپنی تمام عمارت گرا بیٹھے۔ اور مرزائی مشن کو باطل کر دیا۔ کیوں کہ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ خدا تعالےٰ اپنے رسول حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی حفاظت جسمانی کرنا چاہتا ہے۔ جس سے رفع روحانی کا ڈھکوسلہ جو مرزاجی نے ایجاد

کیا غلط ہوا۔ تا کہ اس کے جسم پاک کو صلیب کے زخموں کے عذابوں سے بچالے۔ اس لئے وحی کی کہ کسی اور جگہ چلا جائے تا کہ اس کو یہودی تکلیف نہ دیں۔ جب ارادہ خداوندی یہ تھا کہ مسیح کے جسم کو یہودیوں کے عذابوں سے بچائے جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہے تو ثابت ہوا کہ مرزا جی کا مذہب کہ "مسیح صلیب پر چڑھایا گیا۔ اس کو کوڑے لگائے گئے، لمبے لمبے کیل اس کے اعضا میں ٹھونکے گئے۔ اور عذاب صلیب کے درد و کرب سے ایسا بیہوش ہوا کہ مردہ سمجھ کر اتارا گیا۔" سب کا سب غلط ہوا۔ بلکہ اس حدیث نے آیت یا عیسےٰ انی متوفیك ورافعك کی تفسیر کردی کہ خداتعالےٰ حضرت عیسیٰ کو صلیب سے بچانے کا وعدہ دیتا ہے۔ پس پہلے تو خدا نے اس کو اپنے قبضہ میں کر لیا۔ یعنے اس مکان سے جس کا محاصرہ یہودیوں نے کیا تھا اس مکان سے صحیح سلامت نکال لیا۔ اور کفار میں سے کوئی ان کو دیکھ نہ سکا۔ اور یہودا اسقریوطی جس نے مسیح کو پکڑوانا چاہا اس پر مسیح کی شبیہ ڈالی۔ اور وہی صلیب دیا گیا۔ اور حضرت عیسے بال بال بچائے گئے۔ اس کی تصدیق برنباس بھی کرتی ہے۔ کہ مسیح رفع سے پہلے حواریوں کو ملا اور اسی جگہ انکو برکت دیتا ہوا اٹھایا گیا۔ چنانچہ انجیل میں لکھا ہے جب مسیح فوت ہی نہیں ہوا۔ اور قرآن سے رفع جسمانی ثابت ہے تو پھر کشمیر میں اس کی قبر کا ہونا غلط ہے۔

دلیل (۶)۔ دیکھو "مسیح ہندوستان میں ص ۶۸ سو جیسا کہ اس ملک کی پرانی تاریخیں بتلاتی ہیں یہ بات بالکل قرین قیاس ہے کہ حضرت مسیح نے نیپال اور بنارس وغیرہ مقامات کا سیر کیا ہوگا۔ اور پھر جموں یا راولپنڈی کی راہ سے کشمیر کی طرف گئے ہوں گے۔ اور چونکہ کشمیر بلاد شام کے مشابہ ہے اس لئے یہ بھی یقینی ہے کہ اس ملک میں سکونت مستقل اختیار کرلی ہوگی۔ یہ بھی خیال ہے کہ کچھ حصہ اپنی عمر کا افغانستان میں بھی رہے ہوں۔ اور کچھ بعید

نہیں کہ وہاں شادی بھی کی ہو، افغانوں میں ایک قوم عیسےٰ خیل کہلاتی ہے۔ کیا تعجب ہے کہ وہ حضرت عیسےٰ ہی کی اولاد ہوں۔

الجواب۔ دنیا میں کوئی شخص ایسا ہوشمند بھی ہے جو ایک طرف تو یہ کہے کہ تاریخ میں ایسا لکھا ہے۔ اور دوسری طرف تمام شک اور قیاس اور تعجب اور فرضیت کا تودہ کھڑا کردے؟ ہرگز نہیں۔ مرزا صاحب خود ہی لکھتے ہیں کہ اس ملک کی پورانی تاریخیں بتلاتی ہیں۔ جب پورانی تاریخیں بتلاتی ہیں تو پھر شکی اور وہمی اور قیاسی فقرات کے لکھنے کی کیا ضرورت تھی اور ساتھ ہی ہم یہ کہنے کے لئے مجبور ہیں کہ آپ کی کشفی والہامی طاقت کہاں گئی کہ تمام عمارت شک کی تعمیر کردی۔

سنو! مرزا جی ایک تاریخی امر کو کس طرح بیان کس کرتے ہیں کہ مسیح جموں۔ یا راولپنڈی کے راستہ کشمیر گئے ہوں گے۔ اوپر تو دعویٰ ہے کہ تاریخ میں لکھا ہے اور یہاں جموں یا راولپنڈی کے راستہ کشمیر گئے ہوں گے۔ افسوس! مرزا جی کو ان کے ملہم نے یہ بھی نہ بتایا کہ کشمیر کو گجرات۔ پونچھ اور جوالا مکھی کے بھی راستے ہیں۔

پھر لکھتے ہیں۔ "یہ بات بالکل قرین قیاس ہے کہ مسیح نے بنارس۔ نیپال کا سیر کیا ہوگا۔

(۲) پھر جموں یا راولپنڈی کی راہ سے کشمیر گئے ہوں گے۔

(۳) سرینگر کشمیر بلادِ شام کے مشابہ ہے وہاں مستقل سکونت اختیار کی ہوگی۔

(۴) یہ بھی خیال ہے کہ افغانستان میں شادی کی ہوگی۔

(۵) کیا تعجب ہے کہ عیسےٰ خیل جو افغانوں کی قوم ہے حضرت عیسےٰ کی اولاد ہوں۔"

کوئی مرزا صاحب سے پوچھے کہ جناب ایک طرف تو آپ کا دعوے ہے کہ اس ملک کی پورانی تاریخیں بتاتی ہیں۔ اور دوسری طرف بجائے تاریخ کی کتابوں اور صفحات کے حوالجات دینے کے "کشمیر گئے ہوں گے۔" سکونت اختیار کرلی ہوگی۔" "افغانوں میں شادی کی ہوگی۔" "کیا تعجب کہ عیسےٰ خیل عیسےٰ کی اولاد ہوں۔" یہ شکیہ فقرے تو بتارہے ہیں کہ جناب مرزا صاحب کو خود اپنی تسلی اور یقین نہیں صرف فرضی طور پر ان کو اپنے دعوٰی مسیح موعود کی بنیاد وفاتِ مسیح ثابت کرنے پر مجبور کرتی ہے کہ وہ ایسے ایسے شکی فقرے لکھیں تاکہ بھولے بھالے مسلمان مسیح کی وفات یقین کرکے قبر مسیح کشمیر میں تسلیم کرلیں۔ کوئی ہوشمند باحواس انسان قیاس کرسکتا ہے کہ عیسےٰ خیل افغان حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی اولاد ہیں؟ اگر یہ "ایجاد بندہ اگرچہ سراسر خیال گندہ" کو ایک منٹ کے واسطے فرض کرلیں تو پھر "یوسف زئی" جو افغانوں کی ایک قوم ہے حضرت یوسفؑ کی اولاد ہوگی اور محمد زئی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد تسلیم کرنی پڑے گی۔ اور اس لغو قیاس کا یہ نتیجہ ہوگا کہ قرآن شریف کی تکذیب ہوگی جس میں فرمایا ہے مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ یعنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم تمہارے میں سے کسی مرد کا باپ نہیں۔" افسوس! مرزا صاحب ایسے "دیوانہ بکارِ خود ہوشیار" تھے کہ چاہے قرآن شریف کی تکذیب ہو۔ حدیث نبوی کی تردید ہو۔ مگر مرزا صاحب کا اُلّو ضرور سیدھا ہو کہ وفات عیسےٰ ثابت ہو اور وہ مسیح موعود بن جائیں۔ مگر خدا تعالیٰ کی قدرت کہ ان کی تمام عمر اسی ایک من گھڑت قصے میں گزری اور تحریف بھی کی اس پر بھی نہ وفات مسیح ان سے ثابت ہوئی اور نہ قبر یوز آصف قبر مسیح بنی۔

حضرت عیسےٰؑ کا افغانوں میں شادی کرنے کا ناول تو بہت ہی نرالا ہے

کیوں کہ یہ مرزا صاحب کے اپنے بیان کے خلاف ہے۔ مرزا صاحب نے حدیث کا حوالہ دے کر لکھا ہے کہ فتزوج ویولدله سے خاص نکاح مراد ہے۔ اور وہ نکاح وہ ہے جو کہ مسیح موعود بعد نزول کرے گا مگر وہ نکاح تو ظہور میں نہ آیا۔ اور حیات مسیح ثابت ہوئی۔ کیوں کہ اسی حدیث میں ثم یموتُ لکھا ہے۔ یعنی بعد نزول مرے گا۔ جب مسیح مرا ہی نہیں تو قبر کیسی؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت عیسےٰ علیہ السّلام بعد نزول شادی کریں گے اور ان کے اولاد ہو گی۔ کیوں کہ جب حضرت عیسے کا رفع ہوا تھا تو ان کی شادی ابھی نہیں ہوئی تھی (دیکھو تکملہ مجمع البحار ص ۸۵) وکان لم یتزوج قبل رفعه الی السماء فزاد بعد الهبوط فی الحلال۔

دلیل (۷)۔ بدھ ازم مصنفہ سر موویز ولیم کے صفحہ ۴۵ میں لکھا ہے کہ چھٹا مرید بدھ کا ایک شخص تھا جس کا نام یسا تھا۔ یہ لفظ یسوع کے لفظ کا مخفف معلوم ہوتا ہے چونکہ حضرت مسیح بدھ کی وفات سے پانچسو برس بعد یعنی چھٹی صدی میں پیدا ہوئے تھے اس لئے چھٹا مرید کہلائے (دیکھو کتاب "مسیح ہندوستان میں" صفحہ ۸۳ مصنفہ مرزا صاحب)۔

الجواب۔ مرزا صاحب کو جس طرح طبعزاد قصے بنانے اور جھوٹ کو سچ بتانے میں کمال ہے اسی طرح انہیں تاریخ دانی میں بھی کمال ہے۔ گوتم بدھ تو حضرت مسیح سے ۶۳۰ برس پہلے ہو گزرا ہے۔ ہم ذیل میں اصل تاریخی عبارت نقل کرتے ہیں وھوہذا:۔

یہ مذہب مسیح سے ۶۳۰ برس پہلے آریہ ورت میں جاری ہوا۔ اس کے بانی ساکھی سنگھ گوتم بدھ قوم راجپوت تھے۔ اس قوم کے نشانات افریقہ۔ ایشیا۔ یورپ۔ امریکہ بلکہ جزائر میں بھی ملتے ہیں۔ فی الحال چین۔ جاپان۔ برہما۔ سیام۔ انام۔ تبت۔ لنکا۔ چینی تاتار وغیرہ جگہوں میں اس

مذہب کا بڑا زور شور ہے۔ تقریباً ستر کروڑ لوگ اس مذہب کے پیرو اور بدھ کہلاتے ہیں (دیکھو ص ۲۸۵ ثبوت تناسخ)

اس تاریخی حوالہ سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح ساتویں صدی میں بعد گوتم بدھ کے پیدا ہوئے لہذا وہ کسی طرح چھٹے شاگرد نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ساتویں صدی میں (بعد) پیدا ہوئے۔

دوم۔ مسیح کو شاگرد بدھ تسلیم کرنے میں قرآن شریف کی تکذیب ہے۔ کیونکہ قرآن سے ثابت ہے کہ مسیح مادرزاد رسول تھے۔ پڑھو ورسولاً الی بنی اسرائیل اور اوپر کی آیت میں لکھا ہے یعلمه الكتب والحكمته والتورة والانجيل (سورۂ آل عمران) یعنی اس کو حکمت اور کتاب سکھائی اللہ نے اور بنی اسرائیل کی طرف رسول کر کے بھیجا۔

سوم۔ یہ قیاس بھی غلط ہے کہ گوتم بدھ کے شاگرد صرف چھ تھے یعنی صدی صدی کا ایک شاگرد تھا۔ اس حساب سے تو گوتم بدھ کے آج تک صرف پچیس شاگرد ہوئے جو کہ بالبداہت غلط ہے کیونکہ بحوالہ تاریخ اوپر لکھا گیا ہے کہ بدھ کے پیرو یعنی شاگرد ستر (۷۰) کروڑ ہیں۔ اور یہ کسی کتاب میں نہیں لکھا کہ یسا یسوع کا مخفف ہے۔ یسوع عبرانی لفظ ہے۔ اور یسا ہندوستانی لفظ ہے۔ کچھ تو معقولیت بھی چاہئے۔ مطلب پرستی اسی واسطے بُری ہے۔ کجا عبرانی لفظ یسوع اور کجا ہندوستانی لفظ یسا۔

دلیل (۸)۔ کتاب پٹاکیتان اور اتھا کتھا میں ایک اور بدھ کے نزول کی پیشن گوئی بڑے واضح طور پر درج ہے۔ جس کا ظہور گوتم یا ساکھی منی سے ایک ہزار سال بعد لکھا گیا ہے۔ گوتم بیان کرتا ہے کہ میں پچیسواں بدھ ہوں۔ اور بگوا یتانے ابھی آنا ہے۔ یعنی میرے بعد اس ملک میں وہ آئے گا جس کا میتانام ہوگا اور وہ سفید رنگ ہوگا۔ اور بدھ نے آنے والے بدھ کا نام

بگوا ایتا اس لیے رکھا کہ بگوا سنسکرت میں سفید کو کہتے ہیں۔ اور حضرت مسیح چونکہ بلاد شام کے رہنے والے تھے اس لیے وہ بگوا یعنی سفید رنگ تھے۔ الخ۔ (دیکھو مسیح ہندوستان میں ص ۸۱ مصنفہ مرزا صاحب)

الجواب۔ یہ تک بندی از روئے عقل و نقل باطل ہے۔ اگر گوتم بدھ نے لکھا ہے کہ ایک ہزار سال میرے بعد بگوا ایتا آئے گا تو اس آنے والے سے مراد حضرت عیسےٰ علیہ السلام ہر گز نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام گوتم بدھ سے ۴۳۰ برس بعد ہوئے۔ ایک ہزار برس کے بعد ہر گز نہیں ہوئے۔ اس لیے ثابت ہوا کہ مسیح بگوا ایتا ہر گز نہ تھے۔ مرزا صاحب کا حافظہ بھی عجیب قسم کا تھا حلیہ مسیح پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مسیح ناصری کا حلیہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں دیکھا اس میں مسیح کا رنگ سرخی مائل بہ سفیدی یعنی گندمی رنگ لکھا ہے (دیکھو صحیح بخاری مطبوعہ مطبع احمدی میرٹھ جلد ا ص ۴۵۹) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ مسیح کا رنگ گندمی یعنی سفیدی مائل سرخ تھا۔ اب بگوا رنگ آنے والے بدھ کا دیکھ کر ملک شام کا رنگ سفید تسلیم کرتے ہیں حالانکہ خود ہی اپنی کتاب البریہ کے حاشیہ مندرجہ ص ۲۶۳ پر لکھتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام عام شامیوں کی طرح سرخ رنگ تھے۔ غرض مرزا جی اپنا مطلب منوانے کے ایسے متوالے تھے کہ خود ہی اپنی تردید کر جاتے اور موجودہ وقت کا راگ خواہ مخواہ الاپ دیتے چاہے وہ کیسا ہی نامعقول ہو۔ کوئی پوچھے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام بھی آپ کی طرح مسیح موعود تھے کہ کئی رنگ بدلتے تھے۔ بگوا رنگ تو آپ نے دیکھ لیا مگر یہ نہ سمجھے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام بدھ کا اُتار کس طرح ہو سکتے ہیں جبکہ بنی اسرائیلی نبی تھے اور تمام بنی اسرائیلی نبی تناسخ کے منکر اور قیامت کے قائل تھے اور گوتم بدھ

دوسرے اہل ہنود کی طرح تناسخ کے معتقد اور قیامت کے منکر تھے۔ اگر بفرض محال تسلیم بھی کرلیں کہ حضرت عیسے علیہ السلام بگوا یتابدھ تھے تو پھر مرزاجی کا یہ لکھنا غلط ہوتا ہے کہ یسا یسوع کا مخفف ہے۔ یتابدھ اور یسوع میں کچھ لگاؤ لفظی و معنوی نہیں۔ دوم حضرت عیسے علیہ السلام جب تک بدھ مت کے پیرو نہ ہوں تب تک ان کو بدھ کا شاگرد ہرگز قبول نہیں کیا جاسکتا۔ اور اگر مسیح کو بدھ کا پیرو کہیں تو ان کی نبوت ورسالت جاتی ہے۔ کیونکہ اسرائیلی نبیوں میں کوئی شخص ایسا نہیں گزرا کہ تناسخ کا معتقد ہو۔ اور گوتم بدھ کی تعلیم تناسخ کی ہے۔ (دیکھو کتاب آواگون وچار ص ۷) "کرم کے مارے بار بار جنم لینا پڑتا ہے۔" جو جیو آتما کہلاتا ہے۔ سوکوش زخرانہ میں نہیں۔ کنھوپانچ سکندہوں میں رہتا ہے ان کے یہ نام ہیں۔ (۱) روپ (۲) ویدھ (۳) سنکیا (۴) سنسکار (۵) وگیاپن۔ مرتیو کے سمیہ سب سکندہ لنشٹ ہوجاتے ہیں"۔

دوسرا حوالہ کہ بدھ کی تعلیم تناسخ کی تھی۔ لیتھرج صاحب مختصر تاریخ ہند کے ص ۳۱ پر لکھتے ہیں۔ "بدھ کی تعلیم کے بموجب انسان نفسانی شہوتوں اور زحمتوں اور آتما کے دائمی آواگون یعنی تناسخ سے اسی طرح نجات پاسکتا ہے"۔

تیسرا حوالہ۔ ڈاکٹر ڈبلیو ہنسٹر صاحب مختصر تاریخ ہند کے ص۱۰۹ پر لکھتے ہیں "اس نے یعنی بدھ نے یہ تعلیم کی کہ انسان کی موجودہ اور گزشتہ اور آئندہ جنموں کی کیفیت مخفی انہی کے اعمال کا نتیجہ ہے۔ راحت اور رنج جو اس دنیا میں لاحق یعنی حاصل ہوتے ہیں ان کو ہمارے گزشتہ جنم کے اعمال کا نتیجہ لازمی تصور کرنا چاہئے اور اس جنم کے اعمال پر ہمارے آئندہ جنم کی راحت ورنج منحصر ہوگی۔ جب کوئی ذی حیات فوت ہوتا ہے تو اپنے اعمال کے موافق ادنیٰ یا اعلیٰ حالت حیات آئندہ میں پھر جنم لیتا ہے۔ الخ۔

پس جب مہاتما بدھ کی تعلیم تناسخ کی ہے تو پھر کس قدر غضب ہے کہ ایک اولوالعزم رسول صاحب کتاب کو بدھ کا اتار و شاگرد تسلیم کیا جائے۔ اور اس کی کتاب انجیل جس میں قیامت کا اقبال اور اعتقاد ہے اور قرآن شریف اس کا مصدق ہے اس کو پس پشت صرف اس واسطے ڈالا جائے کہ مسیح کی قبر کشمیر میں ثابت ہو جاوے۔ چاہے مسیح کی نبوت و رسالت خاک میں مل جائے۔ ایک صاحب کتاب رسول کی کس قدر ہتک ہے کہ وہ ایک ہندو کا پیرو و شاگرد مانا جائے۔ اور وہ بھی غلط۔ کیونکہ ایک ہزار برس بعد بدھ کے اس کا ظہور ہونا لازمی تھا۔ اور مسیح کا ظہور بدھ کے بعد ۶۳۰ برس ہوا کوئی مرزائی اپنے مرشد کی حمایت کرے اور ثابت کرے کہ مسیح کا ظہور بدھ سے ہزار برس بعد ہوا۔ اگر وہ ایسا نہ کر سکے اور نہ مرزا جی کسی تاریخ سے اپنی اس دروغ بافی کا پتہ دے سکیں تو مرزا جی کی اس دروغ بیانی پر صاد ہو گا۔ اور دروغگو کا دامن چھوڑنا ہو گا۔ مرزائی یا مرزا جی کب تک جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کی کوشش کریں گے۔ آخر جھوٹ کھل جاتا ہے۔

دلیل (۹)۔ ایک اور قوی دلیل اس پر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے عیسےٰ اور اس کی ماں کو ایک ایسے ٹیلے پر پناہ دی جو آرام کی جگہ تھی۔ اور ہر ایک دشمن کی دست درازی سے دور تھے اور پانی اس کا بہت خوشگوار تھا۔ پس وہ کشمیر ہی تھا جو شام کے ملک سے مشابہ تھا اور قرار کی جگہ تھی (دیکھو ضمیمہ براہین احمدیہ جلد پنجم ۲۲۸و۲۲۹ مصنفہ مرزا صاحب)

الجواب۔ مرزا صاحب کا قاعدہ تھا کہ اپنے مطلب کے واسطے طبعزاد باتیں بلا دلیل و بلا ثبوت لکھ دیتے اور اپنے مریدوں پر ان کو اعتبار تھا کہ وہ ان کی ہر ایک بات کو بلا غور قبول کر لیں گے۔ اور یہ سچ بھی ہے کہ مرزا جی کے مرید مرزا جی کی تحریر کو قرآن و حدیث پر ترجیح دیتے ہیں۔ اس آیت

کے معنی کرنے اور تشریح کرنے میں بھی مرزا جی نے من گھڑت باتیں درج کر دی ہیں۔ اور یہ اس واسطے انہوں نے لکھا ہے کہ حضرت عیسےؑ اور ان کی والدہ کو کشمیر میں داخل کر کے اسی جگہ ان کی قبریں ثابت کریں اس واسطے انہوں نے اس آیت کے معنی کرنے میں تحریف معنوی کی ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ پہلے قرآن شریف کی آیت لکھی جائے اور اس کے بعد انجیل جس کا قرآن شریف مصدق ہے لکھی جائے کیوں کہ قرآن شریف انبیاء سابقین کے قصے بیان کرنے میں بہت اختصار سے کام فرماتا ہے اور ساتھ ہی ہدایت کرتا ہے فاسئلو اہل الذکر اِن کُنتُم لاتَعلَمُونَ یعنی تمام قصہ جو تم کو معلوم نہیں وہ اہل کتاب سے دریافت کرو۔ قرآن شریف میں صرف تھوڑے لفظوں میں اشارۃً سابقہ کتابوں کی تصدیق ہے۔ پس جب کوئی مضمون پہلے انجیل میں ہو اور پھر قرآن شریف اس کی تصدیق کر دے تو پھر کسی مومن کتاب اللہ کا حوصلہ نہیں کہ خداتعالیٰ کے فرمودہ کے مقابل اپنے من گھڑت ڈھکوسلے لگائے اور مسلمانوں کو گمراہ کرے اور خود گمراہ ہو۔ انجیل متی باب ۲ آیت ۱۳ میں لکھا ہے۔ جب وے روانہ ہوئے تو دیکھو خداوند کے فرشتے نے یوسف کو خواب میں دکھائی دے کے کہا اٹھ۔ اس لڑکے اور اس کی ماں کو ساتھ لے کر مصر کو بھاگ جا اور وہاں رہو جب تک میں تجھے خبر نہ دوں۔ پھر دیکھو آیت ۱۹۔ جب ہیرودیس مر گیا تو دیکھو خداوند کے فرشتے نے مصر میں یوسف کو خواب میں دکھائی دے کے کہا کہ اٹھ اس لڑکے اور اس کی ماں کو ساتھ لے کر اسرائیل کے ملک میں جا۔ کیونکہ جو اس لڑکے کی جان کے خواہان تھے مر گئے تب وہ اٹھا اور اس لڑکے اور اس کی ماں کو ساتھ لے کر اسرائیل کے ملک میں آیا۔ مگر جب سنا کہ ارخیلا اس اپنے باپ ہیرودیس کی جگہ یہودیہ میں بادشاہت کرتا ہے

تو وہاں جانے سے ڈرا اور خواب میں آگاہی پاکر گلیل کی طرف روانہ ہوا اور ایک شہر میں جس کا نام ناصرت تھا جا کے رہا وہ جو نبیوں نے کہا تھا پورا ہو کہ وہ ناصری کہلائے گا۔(آیت ۲۳ تک)

انجیل کی اس عبارت کی تصدیق قرآن شریف نے اس آیت میں کی جس کے معنی مرزاجی غلط کرتے ہیں۔ آیت یہ ہے وجعلنا ابن مریم وامہ آیۃً واوینھما الی ربوۃ ذات قرار ومعین۔ ترجمہ:۔"اور کیا ہم نے مسیح ابن مریم کو اس کی ماں کو نشانی اور پناہ دی ہم نے ان دونوں کو طرف ایک ٹیلے کی جو آرام کی جگہ تھی"۔ شاہ عبدالقادرؒ محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ جب حضرت عیسےٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اس وقت کے بادشاہ نے نجومیوں سے سنا کہ اسرائیل کا بادشاہ پیدا ہوا وہ دشمن ہوا اور ان کی تلاش میں پھرا ان کو بشارت ہوئی کہ اس ملک سے نکل جاؤ۔ وہ نکل کر ملک مصر میں گئے۔ ایک گاؤں کے زمیندار نے مریم کو بیٹی کر کے کہا۔ جب عیسےٰ جوان ہوئے تو اس ملک کا بادشاہ مر چکا تھا۔ تب پھر آئے اپنے وطن کو وہ گاؤں تھا ٹیلے پر اور پانی وہاں خوب تھا(دیکھو قرآن شریف مطبوعہ کریمی بمبئی حاشیہ ص ۴۷۵)

(۲)حافظ ڈپٹی نذیر احمد صاحب اسی آیت کا ترجمہ کر کے حاشیہ پر لکھتے ہیں۔"جس طرح کا واقعہ فرعون کے ساتھ حضرت موسےٰ کو پیش آیا تھا کہ ان کے پیدا ہونے کی خبر پہلے سے فرعون کو مل گئی تھی اسی طرح کا اتفاق حضرت عیسےٰ کو بھی پیش آیا کہ ان کے پیدا ہونے سے پہلے نجومیوں نے ہیرودیس حاکم کو بتادیا تھا کہ بنی اسرائیل کا بادشاہ پیدا ہونے والا ہے۔ چنانچہ ہیرودیس کے خوف سے حضرت مریم کے چچازاد بھائی یوسف بخار ماں بیٹوں کو مصر کے علاقے کے ایک گاؤں رملہ میں جو کنار رود نیل پر آباد تھا لے آئے تھے۔ حضرت عیسےٰ بھی یہیں پر تھے۔ ہیرودیس مر گیا تو یہ اپنے وطن

کو واپس گئے اور اپنی پیغمبری کا اعلان کیا۔ شاید اسی واقعہ کی طرف اس آیت میں مجملاً اشارہ ہو (صفحہ ۴۵۱ تقطیع خورد)

(۳) تفسیر کشاف میں ابوہریرہؓ سے نقل کرتے ہیں کہ یہ ربوہ موضع رملہ کی طرف ہے جو کہ قرآن کی اس آیت میں مذکور ہے۔

(۴) تفسیر حسینی میں لکھا ہے "وجاد ادیم ماما درو پسر راد قتیکہ از یہود فرار گرفتہ وباز آوردیم بسوئے ربوہ یعنی بلندی از زمین بیت المقدس یا دمشق یا رملہ فلسطین یا مصر" یعنی جگہ دی ہم نے ماں اور بیٹے دونوں کو جبکہ وہ یہودیوں کے خوف سے بھاگے تھے۔ اور لوٹا لائے ہم انکو ربوہ کی طرف اور وہ یا توزمین بیت المقدس یا دمشق یا رملہ یا فلسطین یا مصر ہے (ص ۸۳ جلد دوم تفسیر حسینی مطبوعہ نولکشور۔)

(۵) تفسیر خازن جلد ۳ مطبوعہ مصر ص۳۰۶ واوینهما الی ربوة۔ ای مکان مرتفع۔ قیل هی دمشق۔ دقیل هی الرملة وقیل ارض فلسطین۔ وقال ابن عباسؓ هی بیت المقدس۔ قال کعب بیت المقدس اقرب الارض الی السماء بثمانیه عشر میلا وقیل هی مصر۔ یعنی ربوہ سے مراد مکان مرتفع ہے۔ بعض نے اس سے مراد دمشق، بعض نے رملہ بعض نے فلسطین لی ہے۔ اور کہا ابن عباس نے کہ اس سے مراد بیت المقدس ہے۔ کہا کعب نے بیت المقدس باقی زمین سے ۱۸ میل آسمان کی طرف نزدیک ہے۔ اور بعض نے ربوہ سے مراد مصر کو لیا ہے۔

ربوہ سے مراد کشمیر نہیں ہے

اب ہم مرزا کی ان دلائل کا رد لکھتے ہیں جن میں وہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ربوہ سے مراد کشمیر ہے۔

۱۔ جن لوگوں نے سرینگر کشمیر کو دیکھا ہے وہ جانتے ہیں کہ شہر سرینگر جہاں یوز آسف کی قبر ہے ربوہ یعنی ٹیلے پر نہیں۔ راقم الحروف خود چار برس کے قریب شہر سرینگر میں رہا ہے اور خود دیکھا ہے کہ شہر سرینگر صاف زمین ہموار پر آباد ہے ٹیلے پر سرینگر آباد نہیں۔ جولوگ سرینگر گئے ہیں وہ تصدیق کریں گے کہ بارہ مولا سے ہموار زمین ہے اور بہت صاف سیدھی سڑک جاتی ہے جو سرینگر میں داخل ہوتی ہے۔ شہر سرینگر پہاڑ کے اوپر آباد نہیں بلکہ نشیب میں ہے کہ جب دریا زور پر ہوتا ہے تو پانی شہر میں آجاتا ہے۔ جب سرینگر پہاڑی پر نہیں تو مرزا صاحب کا یہ قیاس غلط ہے کہ حضرت عیسےؑ اور ان کی ماں کو سرینگر میں پناہ دی گئی برخلاف اس کے ناصرہ گاؤں پہاڑ کی چوٹی پر آباد تھا اور وہاں مسیح بمعہ والدہ کے رہے۔

۲۔ اوینٰھما میں ضمیر تثنیہ کا ہے۔ یعنی دونوں ماں بیٹے کو ہم نے پناہ دی۔ حالانکہ مرزاجی جو قبر بتاتے ہیں وہ ایک ہی ہے۔ اگ واقعہ صلیب کے بعد حضرت عیسےؑ بمعہ والدہ کے آتے تو ان کی والدہ کی قبر بھی کشمیر میں ہوتی۔ مگر چونکہ حضرت مریم کی قبر کشمیر میں نہیں اس واسطے ثابت ہوا کہ ربوہ سے مراد کشمیر نہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ اوینٰھما فرماتا ہے یعنی دونوں ماں بیٹے کو۔

۳۔ مرزاجی خود اقرار کرتے ہیں کہ دوسری قبر سیّد نصیر الدین کی ہے۔ جب حضرت مریم کی قبر کشمیر میں نہیں تو ثابت ہوا کہ مرزاجی کا استدلال غلط ہے۔

۴۔ حضرت مریم صدیقہ کا انتقال ملک شام میں حضرت مسیح کے واقعہ صلیب سے پہلی ہو چکا تھا۔ (دیکھو نزہتہ المجالس جلد ۲ ص ۲۱۷) اُمّ عیسےٰ ماتت قبل رفعہ (عیسےٰ) الی السماء یعنی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی ماں اس کے

آسمان پر جانے سے پہلے فوت ہو چکی تھی۔ اور کوہ لبنان پر حضرت عیسےٰ نے ان کی تجہیز و تکفین و تدفین کی۔ غرض یہ کہ حضرت مریمؑ کی قبر کوہ لبنان پر ہے۔

۵۔ تاریخ اخبار الدول بحاشیہ کامل لابن الاثیر جلد ا۔ صفحہ ۱۲۰ پر بحوالہ تنبیہ الغافلین لکھا ہے اِنّ مریم ماتت قبل ان یرفع عیسےٰ وان عیسےٰ تولی دفنھا یعنی مریم حضرت مسیح کے مرفوع ہونے سے پہلے فوت ہو گئی تھیں اور حضرت عیسےٰ نے ان کو بہ نفس نفیس خود دفن کیا۔ جب واقعہ صلیب ورفع سے پہلے حضرت مریم فوت ہو گئی تھیں تو پھر روز روشن کی طرح ثابت ہوا کہ ربوہ سے مراد سرینگر کشمیر ہرگز نہیں کیونکہ قرآن تو فرماتا ہے کہ دونوں ماں بیٹا کو ربوہ پر پناہ دی۔ فوت شدہ والدہ عیسےٰ کس طرح عیسیٰ کے ساتھ کشمیر جا سکتی تھی۔ پس (نعوذ باللہ) یا تو قرآن غلط ہے۔ (جو ہرگز غلط نہیں) جس میں اٰوینٰھما فرمایا گیا ہے۔ یا مرزا جی غلطی پر ہیں (یقیناً ہیں) کہ ربوہ سے سرینگر کشمیر مراد لیتے ہیں۔ مگر قرآن شریف تو ہرگز جھوٹا نہیں ہو سکتا البتہ مرزا صاحب ہی جھوٹے ہیں کہ اپنے مطلب کے واسطے جھوٹ بولتے ہیں۔

۶۔ حضرت وہب بن منبہؓ اپنے دادا ادریس سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بعض کتب میں دیکھا ہے کہ عیسےٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم نے کوہ لبنان پر وفات پائی اور حضرت عیسےٰؑ نے ان کو وہیں دفن کیا (قرۃ الواعظین اردو ترجمہ درۃ الناصحین جلد ۲ ص ۵۸ تا ۶۱) اس سے بھی ثابت ہے کہ حضرت مریم بعد واقعہ صلیب جیسا کہ مرزا جی کہتے ہیں سرینگر کشمیر نہیں آئے اور قرآن میں دونوں ماں بیٹے کا آنا ربوہ پر مذکور ہے تو ثابت ہوا کہ ربوہ سے مراد وہی گاؤں ناصرہ ہے جہاں حضرت عیسےٰ اور ان کی والدہ نے پناہ لی۔

۷۔ مرزاجی کا یہ لکھنا کہ صلیب سے پہلے عیسےٰ اور اس کی والدہ پر کوئی زمانہ مصیبت کا نہیں گزرا جس سے پناہ دی جائی بالکل غلط ہے۔(دیکھو ریویو جلد انمبر ۱۱ و ۱۲ اص ۴۳۸)

جب ایک لڑکا بغیر باپ پیدا ہوا تو اس کی والدہ اور اس پر کس قدر مصیبت آئی کہ والدہ کو یہودیوں نے زنا کی تہمت لگائی۔ اور حضرت عیسےٰ پر یہ مصیبت تھی کہ اس کو (نعوذ باللہ) یہودی ولد الزنا کہتے تھے۔ دوسری مصیبت دونوں ماں بیٹے پر یہ آئی تھی کہ حاکم وقت ان کے قتل کے در پے ہوا۔ کیونکہ وہ مسیح کو اپنا اور اپنی سلطنت کا دشمن سمجھتا تھا جس کے خوف سے دونوں بھاگے۔ مرزاجی کی عقل اور فلاسفی دیکھئے کہ جب قاتل مسیح کے قتل کے در پے تھے اور اسے قتل کرنا چاہتے تھے اور وہ ماں بیٹا جان کے خوف سے مارے مارے در بدر گاؤں بگاؤں شہر بشہر خوار و بے خانماں پھرتے تھے اور ہر وقت خوف تھا کہ پکڑے گئے تو مارے جائیں گے۔ مگر مرزاجی کے نزدیک وہ مصیبت کا زمانہ ہی نہ تھا۔ اور جب بقول مرزاجی خدا کے فضل سے صلیب سے نجات پاکر نکلے تو یہ مصیبت کا زمانہ تھا۔ افسوس! یچ ہے۔ غرض آدمی کی عقل تیرہ کر دیتی ہے۔ اول تو نجات صلیب سے کیوں کر ہوئی۔ آیا قصور معاف کیا گیا یا چوری بھاگے دونوں صورتیں محال و غیر ممکن ہیں۔ الزام و قصور اس قدر سنگین تھا کہ معاف ہو ہی نہیں سکتا تھا کیونکہ سلطنت کا باغی تھا۔ چوری اس واسطے نہیں نکل سکتا تھا کہ تمام یہودی دشمن تھے قبر پر پہرا تھا اور خود مسیح بقول مرزاجی صلیب کے زخموں اور کوڑے پٹنے کے ضربوں سے اس قدر بے ہوش شخص اور کمزور تھا کہ بقول مرزاجی مردہ سمجھا گیا اور دفن کیا گیا۔ پس ایسے کمزور اور بے ہوش شخص کا دفن ہونا اور پھر تین دن کے بعد جی اٹھنا اور چوری بھاگنا کہ کشمیر آ سر نکالا ایسا ہی محال ہے جیسا کہ

مرزاجی کا مسیح موعود اور کرشن ہونا محال ہے۔ پس یہ ڈھکوسلہ بالکل غلط ہے کہ ربوہ سے مراد کشمیر ہے اور یوز آسف والی قبر مسیح کی قبر ہے۔

دلیل (۱۰)۔ دسویں دلیل مرزاجی کی اپنی تحقیقات ہے کہ انہوں نے اپنے ایک مرید مولوی عبداللہ کو سرینگر میں خط لکھا کہ تم کوشش کر کے دریافت کرو کہ محلہ خانیاز میں کس کی قبر ہے۔ اس کے جواب میں مولوی عبداللہ نے جواب لکھا کہ محلہ خانیاز میں جو قبر ہے وہ مسیح کی قبر معلوم ہوتی ہے۔

الجواب۔ پہلے مولوی عبداللہ کے خط کی نقل درج ذیل کی جاتی ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ محلہ خانیار میں جو قبر ہے وہ مسیح کی نہیں۔ وھو ہذا:۔

"از جانب خاکسار عبداللہ بخدمت حضور مسیح موعود۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، حضرت اقدس اس خاکسار نے حسب الحکم (مرزا صاحب) سرینگر میں عین موقعہ پر روضہ مزار شریف شاہزادہ یوز آصف نبی اللہ علیہ الصلوۃ والسلام پر پہنچ کر جہاں تک ممکن تھا بکوشش تحقیقات کی اور معمر و سن رسیدہ بزرگوں سے بھی دریافت کیا اور مجاوروں اور گردوجوار کے لوگوں سے بھی ہر ایک پہلو سے استفسار کرتا رہا۔ جناب من عندالتحقیقات مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ مزار درحقیقت جناب یوز آصف علیہ السلام نبی اللہ کی ہے اور مسلمانوں کے محلہ میں یہ مزار واقع ہے کسی ہندو کی وہاں سکونت نہیں اور نہ اس جگہ ہندوؤں کا کوئی مدفن ہے اور معتبر لوگوں کی شہادت سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ قریباً ۱۹سو برس سے یہ مزار ہے" الخ۔ (دیکھو صفحہ ۱۵ از حقیقت مصنفہ مرزا صاحب) سبحان اللہ! خدا تعالے نے مرزاجی کی تردید ان کے مرید سے کرادی کہ یہ قبر شاہزادہ یوز آصف کی ہے نہ کہ مسیح کی۔ ۱۹سو برس سے یہ مزار ہے جس سے ثابت ہوا کہ یہ مزار

حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی ہرگز نہیں۔ کیونکہ مرزاجی اپنی تصانیف میں ضرورت سے زیادہ لکھ چکے ہیں کہ مسیح کی عمر ایک سو بیس برس کی ہوئی۔ اور بعض جگہ لکھا ہے کہ ایک سو ترپن (۱۵۳) برس کی ہوئی تھی جب مسیح علیہ السلام کی عمر ایک سو ترپن (۱۵۳) برس ۱۹سو برس سے نکال دیں تو ثابت ہوگا کہ یہ قبر یوز آصف والی ۱۷۴۷ برس سے ہے۔ مگر چونکہ بقول مولوی عبداللہ مذکور مرید مرزا صاحب کی شہادت سے ثابت ہے کہ یہ قبر ۱۹ سو برس سے ہے تو ثابت ہوا کہ یہ قبر حضرت مسیح کے پیدا ہونے سے ۱۵۳ برس پہلے سے تھی۔ جب ولادت مسیح سے پہلے یہ قبر تھی تو ثابت ہوا کہ یہ قبر مسیح کی نہ تھی۔ کیونکہ مرزاجی خود اپنی کتاب تذکرۃ الشہادتین کے ص ۲۷ پر قبول کر چکے ہیں کہ مسیح کی کل عمر ۱۵۳ برس تھی اور راز حقیقت کے ص ۲ پر ۱۲۰ برس عمر مسیح قبول کرتے ہیں۔ بہرحال یہ ثابت ہوا کہ یہ قبر مسیح کی نہیں۔ کیونکہ ایک مرزائی کی تحقیق سے بھی ثابت ہے کہ یہ قبر اس وقت کی ہے جبکہ مسیح پیدا بھی نہ ہوئے تھے یعنی ۱۹سو برس سے۔ علاوہ بر آں ہم ذیل میں یوز آصف کی صفات و خصوصیات لکھتے ہیں۔ جن سے روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ یوز آصف اور مسیح کے حالات بالکل ایک دوسرے کے برخلاف ہیں۔ جن سے ثابت ہے کہ مسیح و یوز آصف الگ الگ وجود تھے۔ اور یہ بالکل غلط ہے کہ یوز آصف والی قبر مسیح کی قبر ہے۔

اول۔ یوز آسف باپ کے نطفہ سے پیدا ہوا اور اس کے باپ کا نام راجہ جنسیر والی سلابت ملک ہندوستان کے رہنے والا تھا۔ اس کے برخلاف حضرت مسیح خاص کرشمہ قدرت سے بطور معجزہ حضرت مریم کنواری کے پیٹ سے بغیر باپ پیدا ہوئے جو ملک شام کی رہنے والی تھی۔ اور مسیح کا کوئی باپ نہ تھا۔

دوم۔ یوز آصف شاہزادہ کے لقب سے ملقب تھا اس کے بر خلاف مسیح کو کبھی کسی نے شاہزادہ نبی نہیں کہا اور نہ مسیح کی کسی انجیل میں درج ہے کہ وہ شاہزادہ نبی تھا۔

سوم۔ یوز آصف کا باپ بت پرست و مشرک تھا اس کے بر خلاف حضرت مسیح کی والدہ عابدہ، زاہدہ، موحدہ، یروشلم کی مجاورہ تھیں اور نبی اللہ حضرت زکریا کی زیر نگرانی انہوں نے پرورش پائی۔

چہارم۔ یوز آصف کا استاد حکیم بلوہر تھا جو جزیرۂ سراندیب سے آیا تھا (دیکھو اکمال الدین ص ۳۳۵) اس کے بر خلاف حضرت مسیح کو خدا تعالےٰ نے لدنی طور پر کتاب اور حکمت سکھادی تھی۔ جیسا کہ قرآن مجید سے ثابت ہے۔ وَ یُعَلِّمُهُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ (سورۂ آل عمران)۔

پنجم۔ یوز آصف کو پیغمبری اور رسالت جوانی کی عمر میں عطا ہوئی۔ اس کے بر خلاف حضرت مسیح ماں کی گود میں ہی خلعتِ رسالت سے ممتاز تھے جیسا کہ قرآن شریف سے ثابت ہے ورسولا الی بنی اسرائیل (سورہ آل عمران)

ششم۔ یوز آصف ملک شام میں ہر گز نہیں گئے اور نہ واقعہ صلیب ان کو پیش آیا۔ اس کے بر خلاف حضرت مسیح کو بقول روسی سیاح اور مرزا جی کے ملک شام میں واقعہ صلیب پیش آیا۔

ہفتم۔ یوز آصف کی والدہ کا نام مریم نہ تھا۔ اس کے بر خلاف حضرت مسیح کی والدہ کا نام مریم تھا۔

ہشتم اگر یوز آصف نام بدل کر ہو گیا تھا تو قرآن میں یوز آصف آتا جو مشہور نام تھا نہ کہ عیسےٰ ابن مریم۔

نہم۔ یوز آصف دوسرے ملکوں کی سیر کرتا ہوا بعد میں سلابت (سولابط) میں واپس آیا اور بعد میں کشمیر گیا اور وہاں فوت ہو کر مدفون ہوا۔

ANTI AHMADIYYA/QADYANI MOVEMENT IN ISLAM. ... Seth Ki Chawl, ... Maulana Azad ... Cross Lane, ... MUMBAI 400 008. INDIA. Tel ... 84 47.

برخلاف اس کے مسیح سیر ہندوستاں کے بعد ملک شام میں واپس گیا اور وہاں پھانسی دیا گیا اور بیت المقدس میں اس کی قبر ہے۔ بموجب تحریر روسی سیاح کے جس کے سہارے مرزائی مسیح کی قبر کشمیر میں افترا کرتے ہیں۔

دہم۔ یوز آصف کی شادی ہوئی اور اس کے گھر ایک لڑکا بھی پیدا ہوا۔ جس کا نام سامل تھا۔ اور بعد راجہ سمت کے وہ ولایت سولابط کا حکمران ہوا۔ اس کے برخلاف مسیح کی نہ تو شادی ہوئی اور نہ کوئی لڑکا پیدا ہوا۔ اور نہ کسی ولایت کا حکمران ہوا۔ بلکہ حدیثوں سے ثابت ہے کہ مسیح کا جب رفع ہوا تو اس وقت اس کی شادی نہ ہوئی تھی۔

یوز آصف اور یسوع ایک ہی شخص نہیں ہے

اب ہم ذیل میں وہ مرزائی دلائل نمبر وار لکھتے ہیں جن میں مرزا جی نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ یوز آصف اور یسوع ایک ہی شخص تھا

دلیل (۱)۔ مرزا صاحب۔ یسوع کے لفظ کی صورت بگڑ کر یوز آصف بنا قرین قیاس ہے۔ کیوں کہ جبکہ یسوع کے لفظ کو انگریزی میں بھی جیزس بنالیا ہے تو یوز آصف میں جیزس سے کچھ زیادہ تغیر نہیں۔ (دیکھو راز حقیقت کا حاشیہ مندرجہ ص ۱۵)

براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۲۲۸ و تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۱۴ پر لکھتے ہیں۔ فی الواقع صاحب قبر حضرت عیسےٰ ہی ہیں جو یوز آصف کے نام سے مشہور ہے۔ یوز کا لفظ یسوع کا بگڑا ہوا ہے یا اس کا مخفف ہے۔ اور آسف حضرت مسیح کا نام تھا۔ جیسا کہ انجیل سے ظاہر ہوتا ہے جس کے معنے ہیں یہودیوں کے متفرق فرقوں کو تلاش کرنے والا۔ یا اکٹھے کرنے والا۔ الخ۔

الجواب۔ مرزا صاحب کی کمزوری تو ان کی عبارت سے ظاہر ہے کہ آپ کے پاس کوئی تحریری تاریخی ثبوت نہیں صرف اپنا قیاس ہے جو کہ

مقبول نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ مرزا صاحب اپنے مطلب کے واسطے غلط قیاس کرتے ہیں۔ دیکھو مرزا صاحب کے فقرے۔ یسوع کی صورت بگڑ کر یوز آصف بنا قرین قیاس ہے۔

ناظرین! انصاف فرماویں کہ ہم نے تو کتاب اکمال الدین اور کتاب حالات یوز آصف سے ثابت کر دیا ہے کہ یوز آصف شاہزادہ نبی کی یہ قبر ہے اور مرزا جی تاریخی ثبوت کے مقابل اپنا قیاس لڑاتے ہیں جو کہ اپنے مطلب کے واسطے ہے اور غلط ہے کیوں کہ نام کے لفظ کی صورت دو ہی وجوہات سے بگاڑی جاتی ہے۔ ایک وجہ تو محبت ہوتی ہے کہ والدین محبت کی وجہ سے پیار کے طریق پر نام کو بگاڑتے ہیں۔ جیسا کہ نور الدین کو نورا۔ احمد بخش کو احمہ۔ جلال الدین کو جلو۔ پیر بخش کو پیرا کہتے ہیں۔ دوسری وجہ تحقیر اور ہتک ہے۔ جیسے شمس الدین کو سمو، قطب الدین کو قطبا۔ نظام الملک کو جامو۔ اللہ بخش کو بسو۔ وغیرہ وغیرہ۔ دونوں طریق میں اصل الفاظ کم کر دیئے جاتے ہیں اور اختصار کر لیا جاتا ہے یہ کبھی نہیں ہوا کہ نام ہو غلام احمد تو اس کو بگاڑ کر نھو اور خیرا کر دیا جاوے یا نور الدین کو بگاڑ کر گھسیٹا کہہ دے۔ اسی طرح اول تو یوز آصف کے نام کا بگڑنا غلط قیاس ہے۔ کیوں کہ اہل کشمیر کو محبت اور رحم کا تو موقعہ نہ ملا تھا کہ وہ بچپن میں یوز آصف کا نام از روئے محبت پدرانہ بگاڑتے۔ کیوں کہ یوز آصف بڑی عمر میں جبکہ رسالت و پیغمبری کی نعمت سے سرافراز ہوئے تھے اس وقت کشمیر میں تشریف لے گئے تھے۔ اور یہ سنت اللہ ہے کہ پیغمبری اکثر چالیس برس کی عمر میں عطا ہوا کرتی ہے۔ پس از روئے محبت کے تو یوز آصف کے نام کا بگڑنا ممکن نہ تھا۔ دوسری وجہ کے از روئے تحقیر یوز آصف کے نام کو بگاڑا گیا ہو یہ قیاس بھی غلط ہے کہ کوئی شخص ایک بزرگ کا پیرو ہو کر اس کے نام کو بگاڑ کر مشہور کرے۔ کیا کوئی

نظیر ہے کہ کسی پیغمبر کی امت نے اس کو نبی تسلیم کر کے اس کے نام کو بگاڑا ہو؟ ہر گز نہیں۔ ہاں یہ کہا جاسکتا ہے کہ دشمنوں نے نام بگاڑ دیا ہو مگر اس کی تردید بھی موجود ہے کہ اول تو شاہزادہ نبی مشہور ہے اگر کشمیری از روئے عداوت یوز آصف کے نام کو بگاڑتے تو اس کا اختصار کرتے جیسا کہ نبی بخش کا بنو اور کریم بخش کا کموں وغیرہ بگاڑتے ہیں۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ نام بگاڑنے کے وقت اس نام کے حروف اور الفاظ زیادہ کئے جاویں۔ یسوع کو بگاڑ کر یوز آصف ہر گز کوئی نہیں پکارتا۔ اول تو یسوع نام ہی ایسا ہے کہ اس کا بگاڑ ہو نہیں سکتا۔ اگر ہوتا بھی تو کوئی حرف کم کر کے ہو سکتا۔ یسوع کا یوس کہتے جیسا کہ کشمیریوں نے کاشومیر کو بگاڑ کر کشمیر بنالیا۔ رسول جُو کو رُسلا اور خضر جو کو خضرا کہتے ہیں۔ ایسا ہی یسوع کا یُس بناتے۔ یہ ہر گز نہیں ہو سکتا کہ یسوع کو بگاڑ کر یوز آصف بنادیتے۔ اگر یوز الگ کر دیں اور آصف الگ کر دیں تو پھر بھی بات نہیں بنتی۔ آصف اگر عربی لفظ ہے تو اس کے معنے ہیں اندوہگین شدن۔ افسوس ناک۔ سریع البکا۔ رقیق القلب۔ دیکھو لسان العرب۔ قاموس۔ مجمع البحار۔ منتہی الارب۔ صراح۔ منتخب اللغات۔ یوز کے معنے ترکی کی زبان میں ایک سو کے لکھے ہیں۔ دیکھو غیاث اللغات۔ فارسی میں یوز چیتے کو کہتے ہیں۔ الغرض۔ مرزاجی نے بمصداق ع "چوں ندید ند حقیقت رہ افسانہ زدند۔" جب مرزاجی کو باوجود دعوے الہام مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ کی حقیقت معلوم نہ ہوئی تو افسانہ سازی کا راستہ بذریعہ قیاس اختیار کیا۔ مگر افسوس کہ مطلب پھر بھی حاصل نہ ہوا۔ یوز الگ کریں اور اس کے معنے الگ چیتے یا ایک سو کے کریں اور آصف کے معنے الگ کریں غمناک۔ اندوہگین وغیرہ۔ تو نتیجہ یہ ہو سکتا ہے کہ "ایک سو روپیہ دے کر یا چیتے کے مرجانے سے غمگین و اندوہناک ہوا۔" مرزاجی کے اس توڑ مروڑ اور الہامی تک بندی

پر ایک جاہل ملاں کی حکایت یاد آئی ہے جو کہ ناظرین کی ضیافت طبع کے واسطے لکھی جاتی ہے۔

حکایت۔ ایک ملاں صاحب اپنے ایک شاگرد کو کتاب پڑھا رہے تھے۔ سبق میں "گوئے بلاغت ربود" آیا تو میانصاحب نے کہا کہ گوئے کے معنے گیند کے ہیں اور بلا کے معنے بلا کے ہیں۔ یعنے مصیبت و سختی ووبال کا آنا اور "غت ربود" ایک لغت ہے۔ لغت کی کتاب لاؤ تا کہ غت ربود کے معنے دیکھے جاویں۔ تمام لغت کو دیکھا مگر غت ربود نہ پایا۔ اسی طرح مرزا جی نے یوز کو الگ کر دیا اور آصف کو الگ کر دیا تا کہ غت ربود کی طرح یوز آصف کو یسوع بنادیں۔ مگر یہ نہ سمجھے کہ یہ تو تاریخی واقع ہے اس کی تصدیق یا تردید تاریخ سے ہی ہو سکتی ہے اپنے قیاس سے ہر گز نہیں ہو سکتی۔ کسی تاریخ کی کتاب سے دکھادیں کہ یوز آصف والی قبر مسیح کی قبر ہے ورنہ من گھڑت ڈھکونسلے تو ہر ایک لگا سکتا ہے۔

لاہور میں بدھو کا آوا مشہور ہے اسکو یسوع کا آوا بنا سکتے ہیں۔ اور کہہ سکتے ہیں کہ مسیح اسی ٹیلے پر آیا اور یہ قبرستان اس کے حواریوں کا ہے۔

دلیل (۲)۔ مرزا صاحب۔ کشمیر کی پورانی کتابوں میں لکھا ہے کہ یہ ایک نبی شاہزادہ ہے جو بلادِ شام کی طرف سے آیا تھا جس کو قریباً انیس سو برس آئے ہوئے گزر گئے اور ساتھ اس کے بعض شاگرد تھے اور وہ کوہ سلیمان پر عبادت کرتا رہا۔ (تحفہ گولڑویہ ص ۱۴)۔

علاوہ ازیں سرینگر اور اس کے نواح کے کئی لاکھ آدمی ہر ایک فرقے کے بالاتفاق گواہی دیتے ہیں کہ صاحب قبر عرصہ ۱۹ سو سال کا ہوا ہے کہ ملک شام کی طرف سے اس ملک میں آیا تھا (ریویو جلد ا نمبر ۱۰ ص ۴۱۹)۔

الجواب۔ اگر مرزا جی کو خود سرینگر کشمیر جانے کا موقعہ نہیں ملا تھا تو

ان کی ثقاہت سے بعید تھا کہ وہ ایسی بے بنیاد باتیں اپنی تصانیف میں درج کرتے۔ اس پہاڑ کو میں نے بچشم خود دیکھا ہے اور اوپر جا کر مندر کو بھی دیکھا ہے جو کہ اب تک موجود ہے یہ بالکل غلط ہے کہ یہ ایک شاہزادہ نبی کی عبادت گاہ ہے۔ اصل میں یہ مندر اہل ہنود کا ہے اور اس کے اندر ایک بیضوی شکل کا پتھر کھڑا کیا ہوا ہے۔ اور اس مندر کے ستونوں پر بہت پورانی زبان میں جو سنسکرت کے مشابہ ہے کچھ لکھا ہوا ہے جو کہ پڑھا نہیں جاتا۔ اس مندر کا نام زمانہ قدیم میں شنکر اچاریہ تھا۔ جب ۷۲۳ھ میں سلطان شمس الدین نے کشمیر فتح کیا تو اس مندر کا نام بھی تخت سلیمان رکھ دیا اور کشمیری اس کو سلیمان ٹینگ بولتے ہیں چنانچہ اس تبدیلی نام کے نظائر بہت ہیں پراک راج کا نام الہ آباد تبدیل ہوا۔ رام نگر کا نام رسول نگر رکھا گیا اسی طرح شنکر اچاریہ کا نام تخت سلیمان یا کوہ سلیمان سے مشہور ہوا۔ افسوس مرزا جی نے دعویٰ تو کر دیا کہ پورانی تاریخوں میں لکھا ہے مگر کسی تاریخ کی کتاب کا نام تک نہ لیا۔ اب ان کے مریدوں میں سے کوئی مرزائی اس پورانی تاریخ کا نام بتا کر مرزا جی کو سچا ثابت کرے جس میں لکھا ہو کہ یہ شاہزادہ نبی بلاد شام سے آیا تھا تو آج ہی فیصلہ ہوتا ہے۔ مگر جھوٹ کبھی چھپا نہیں رہتا۔ پہلے لکھ چکے ہیں کہ ۱۹سو برس سے یہ قبر ہے اور اب اس جگہ لکھتے ہیں۔ اس نبی کو بلاد شام سے آئے ہوئے ۱۹سو برس گزر گئے۔ اب مطلع صاف ہو گیا کہ یہ شاہزادہ ۱۹ سو برس سے آیا ہوا ہے تو اس قبر کا ۱۹سو برس سے ہونا غلط ہے اور اگر قبر کا ہونا ۱۹سو برس سے درست ہے تو پھر ثابت ہے کہ یہ قبر مسیح کی ولادت سے عرصہ پہلے کی ہے۔

مرزا جی راز حقیقت کے ص۱۹ پر قبول کر چکے ہیں کہ یہ قبر عرصہ ۱۹ سو برس کے قریب سے محلہ خانیار سرینگر میں ہے۔ اس لئے ثابت ہوا کہ یہ

قبر مسیح کی ولادت سے پہلے کی ہے۔ جس سے روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا یہ قبر حضرت مسیح کی ہر گز نہیں۔

تاریخوں سے ثابت ہے کہ گوتم بدھ حضرت مسیح سے ۶۳۰ برس پہلے ہو گزرے ہیں (ثبوت تناسخ ص ۲۸۵) اور یوز آصف تین سو برس بعد گوتم بدھ کے ہوا تو اس حساب سے یوز آصف تین سو تین برس مسیح سے پہلے ہوئے۔ اگر ان کی عمر کا عرصہ ۱۲۰ برس بھی تصور کر لیں جیسا کہ مرزا جی ریویو جلد نمبر ۵ ص ۱۸۴ پر لکھتے ہیں تب بھی یہ قبر یوز آصف والی جو کشمیر میں ہے ۲۱۰ برس مسیح کی پیدائش سے پہلے کی ہوئی جس سے اظہر من الشمس ثابت ہوا کہ یہ بالکل غلط اور من گھڑت فسانہ ہے کہ یہ قبر قریب انیس سو برس سے ہے اور مسیح کی قبر ہے۔ جب یوز آصف کی سوانح عمری بتا رہی ہے کہ یوز آصف مسیح سے تین سو برس پہلے ہوا ہے۔ کیوں کہ سوانح عمری یوز آصف کے صفحہ ۳ پر صاف صاف لکھا ہے کہ پھون نامی ایک عالم جب یوز آصف پر ایمان لایا تو اس وقت تین سو برس بدھ کو ہو چکے تھے۔ پس ثابت ہوا کہ یوز آصف گوتم بدھ سے تین سو برس بعد اور مسیح سے تین سو تین برس پہلے ہوا ہے۔ جس سے روز روشن کی طرح ثابت ہوا کہ قبر یوز آصف قریب ۲۳ سو برس کی ہے نہ کہ ۱۹ سو برس سے اس قبر کا ۱۹ سو برس سے ہونا صرف مرزائیوں کی ایجاد ہے محض اس لئے کہ یوز آصف کی قبر کو مسیح کی قبر ثابت کریں۔ مگر چونکہ جھوٹ کبھی کھرا نہیں ہو سکتا اس تاریخی ثبوت سے مرزا جی اور مرزائیوں کی تمام افسانہ سازی کا بطلان ہو گیا ہے اور ثابت ہوا کہ مسیح نہ تو فوت ہوا اور نہ کشمیر میں اس کی قبر ہے۔ تاریخی ثبوت کے مقابل مرزا جی کی من گھڑت اور قیاسی باتوں کا کچھ اعتبار نہیں۔ کیوں کہ مرزا جی خود مدعی مسیحیت ہیں اور ان کے دعویٰ کی بنیاد وفات مسیح پر ہے اس لئے وہ

اپنے مطلب کی خاطر جھوٹ تراشا کرتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں۔ "اور یوز آصف کی کتاب میں صریح لکھا ہے کہ یوز آصف پر خدا تعالیٰ کی طرف سے انجیل اتری تھی۔ (دیکھو تحفہ گولڑویہ ص ۱۳۔ براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۲۲۸۔) افسوس مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ ہو اور اس قدر جھوٹ تراشے اور دھوکہ دے۔ ہم اس مرزائی کو ایک سو روپیہ انعام دیں گے جو یوز آصف کی کتاب میں اس پر انجیل اتری دکھاوے ورنہ مرزا کی دروغ بافی پر یقین کر کے جھوٹے کی بیعت سے توبہ کرے۔

دلیل (۳)۔ اور جیسا کہ گلگتہ یعنے سری کے مکان پر حضرت مسیح کو صلیب پر کھینچا گیا تھا ایسا ہی سری کے مکان پر یعنے سرینگر میں ان کی قبر کا ہونا ثابت ہوا۔ یہ عجیب بات ہے کہ دونوں موقعوں میں سری کا لفظ موجود ہے۔ یعنے جہاں حضرت مسیح صلیب پر کھینچے گئے اس مقام کا نام بھی گلگت یعنے سری ہے اور جہاں انیسویں صدی کے اخیر میں حضرت مسیح کی قبر ثابت ہوئی اس کا نام بھی گلگت یعنے سری ہے الخ (دیکھو کتاب "مسیح ہندوستان میں" ص ۵۳ مصنفہ مرزا صاحب۔)

الجواب۔ مرزا جی کا استدلال بالکل غلط اور من گھڑت ہے کیوں کہ گلگت الگ شہر ہے جو کہ سرینگر سے ۱۵ منزلیں (۱) دور اور کاشغر کے قریب ہے ۱۵ روز کا راستہ ہے۔ یہ ایسا ہی مضحکہ خیز استدلال ہے جیسا کہ کوئی کہہ دے لاہور اور دہلی ایک ہی شہر کے نام ہیں۔ اگر مرزا جی کو معلوم نہ تھا تو کسی سے دریافت ہی کر لیتے کہ گلگت اور سرینگر میں کس قدر فاصلہ ہے گلگت تو بالکل صاف میدانی زمین پر آباد ہے پیر پنچال گھاٹی سے پار ہے۔ اور وہاں کی

---

(۱) کشمیر سے گلگت تک اسماء منازل۔ (۱) سرینگر (۲) بانڈے پور (۳) تراگبل (۴) گریے (۵) گریز (۶) پیر قمری (۷) بچہ گوری (۸) گوٹ (۹) استور (۱۰) ڈشکن (۱۱) ڈوئیاں (۱۲) بونجی (۱۳) پڑی بنگلہ (۱۴) سناور (۱۵) گلگت۔

آب وہوا ہندوستان کے مطابق ہے۔ وہاں کشمیر جیسی سردی بھی نہیں۔ گلگت اور سرینگر کو ایک سمجھنا ناواقفیت کا باعث ہے۔ افسوس مرزا جی جغرافیہ کو ہی دیکھ لیتے تو ایسی فاش غلطی نہ کرتے تو گلگت اور سرینگر ایک ہی ہے۔ دوم یہ بھی غلط ہے کہ مسیح جس جگہ صلیب دیا گیا اس جگہ کا نام گلگت تھا۔ ہم ذیل میں انجیل کی اصل عبارت لکھ دیتے ہیں تاکہ مرزائیوں کو مرزا جی کی من گھڑت بناوٹ معلوم ہو۔ (دیکھو انجیل متی باب آیت ۳۳۔)

"اور ایک مقام گلگتا نامی" یعنی کھوپری کی جگہ پر پہونچے۔ بعض انجیلوں میں گول گہتا الگ الگ لکھا ہے۔ غرض گول گہتا اور گلگت میں بڑا فرق ہے۔ یہ ایسا ہی ہے کہ جیسا کوئی جاہل کہہ دے کہ مسیح کلکتہ ہندوستان میں صلیب دیا گیا تھا اور یہ بکواس مرزا جی سے کچھ معقول بھی ہو سکتا ہے کیوں کہ گلگتا اور کلکتہ میں تجنیس خطی ہے اور قرب المخرج ہے سری کے معنے کھوپری کرنا زبان سنسکرت سے جہالت کا باعث ہے۔ سری کے معنے کھوپری کے ہرگز نہیں۔ سری کرشن جی۔ سری رامچندر جی۔ سری مہادیو جی۔ سری رام وغیرہ وغیرہ سے ظاہر ہے کہ سری کے معنے بزرگ کے ہیں نہ کہ کھوپری کے جیسا کے مرزا جی کہتے ہیں۔ تاریخ اعظمی میں لکھا ہے کہ اس علاقہ کا نام وتی سر تھا۔ اور چونکہ پانی کے درمیان تھا اس واسطے وتی سر کہتے تھے۔ سر سنسکرت میں پانی کو کہتے ہیں جیسا کہ امرت سر۔ اور نگر شہر کو کہتے ہیں۔ پس سری نگر کہ وجہ تسمیہ یہ ہے کہ پانی کا نگر۔ سرینگر کا ترجمہ کھوپری اور کھوپری کا ترجمہ سر کرنا بالکل غلط ہے۔ پس یہ سراسر غلط ہے کہ مسیح کی قبر سرینگر میں جو ہے اس کا نام بھی گلگت ہے۔ کیوں کہ سری کے معنے کھوپری کے ہرگز نہیں۔ پس سرینگر کو گول گہتا سے کوئی مناسبت نہیں اور جو قبر سرینگر میں ہے وہ مسیح کی قبر ہرگز نہیں ہو سکتی۔

دلیل (۴)۔ پورانے کتبے دیکھنے والے شہادت دیتے ہیں کہ یہ یسوع مسیح کی قبر ہے۔ (دیکھو ریویو جلد ا نمبر ۱۰ ص ۴۱۹۔)

الجواب۔ محلہ خانیار میں جو قبر ہے اس پر کوئی کتبہ نہیں۔ مولوی شیر علی صاحب خاص مرید مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ یہ کتبہ مسیح کی قبر سے ایک میل کے فاصلہ کوہ سلیمان کی چوٹی پر ایک قلعہ کے اندر پڑا ہے۔ (ریویو جلد ۲ نمبر ۵ ص ۲۱۴) پس مرزا جی کی تردید خود ان کے مرید مولوی شیر علی نے کر دی ہے اس لئے ہم کو جواب دینے کی ضرورت نہ رہی لہٰذا یہ دلیل بھی غلط ہے۔

دلیل (۵)۔ عیسائی اور مسلمان اسبات پر اتفاق کرتے ہیں کہ یوز آصف ایک نبی جس کا زمانہ وہی ہے جو مسیح کا زمانہ تھا دور دراز سفر کر کے کشمیر میں پہونچا۔ اور نہ وہ صرف نبی تھا بلکہ شاہزادہ بھی کہلاتا تھا اور جس ملک میں یسوع مسیح رہتا تھا اسی ملک کا باشندہ تھا اور اس کی تعلیم بہت سی باتوں میں مسیح کی تعلیم سے ملتی تھی (ریویو جلد ۲ نمبر ۹ ص ۳۳۸)

الجواب۔ ایک بھوکے سے کسی نے پوچھا کہ دو اور دو؟ بھوکے نے جواب دیا کہ چار روٹیاں۔ یہی حال مرزا جی کا ہے کہ مسیح کی وفات کی بھوک ان کو چین نہیں لینے دیتی۔ تاریخ اعظمی میں صرف یہ لکھا ہے کہ ایک شاہزادہ نبی یوز آصف نام کشمیر میں بمنصب رسالت و نبوت ممتاز ہوا۔ اور محلہ خانیار میں جو قبر ہے یہ اس کی قبر ہے (ص ۸۲ تاریخ اعظمی)۔ مرزا جی اس بھوکے کی طرح چار روٹیاں اپنے پاس سے ایزاد کر دیں کہ جس ملک میں یسوع رہتا تھا اسی ملک کا باشندہ تھا۔ ہم پہلے یوز آصف کے حالات میں تاریخی ثبوت سے لکھ آئے ہیں کہ یوز آصف ملک سلابت ہندوستان کا رہنے والا تھا۔ پس یہ مرزا جی کا دروغ بے فروغ ہے کہ یوز آصف یسوع کے ملک کے رہنے والا تھا۔ مرزائیوں کو چاہئے کہ اس تاریخ کا نام بتائیں جس میں لکھا

ہے کہ یسوع مسیح اور یوز آصف ہم وطن تھے۔ اگر تاریخ کا نام نہ بتا سکیں تو مرزاجی کو دروغ باف یقین کر کے ان کی پیروی سے توبہ کریں۔

یہ بھی غلط ہے کہ یوز آصف اور مسیح کا زمانہ ایک ہی تھا۔ ہم اوپر تاریخ سے بتا آئے ہیں کہ مسیح اور یوز آصف کے زمانہ کا فرق تین سو تیس سال کا ہے۔ اور یاد رہے کہ مسیح گوتم بدھ کا شاگرد نہیں بلکہ خدا کا شاگرد ہے۔ دیکھو۔ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّورٰاةَ وَالْاِنْجِيلَ الآیہ ترجمہ (سکھائی میں نے تجھ کو کتاب اور حکمت اور تورات اور انجیل)

دلیل (۶)۔ ایسا ہی ایک حدیث میں مسیح کی عمر ایک سو بیس سال کی بیان کی گئی ہے۔ جس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سرینگر محلہ خانیار والی قبر میں وہی سوئے ہوئے ہیں۔ کیوں کہ یوز آصف کی عمر بھی ایک سو بیس سال کی ہی بیان کی جاتی ہے (ریویو جلد ۵ نمبر ۵ ص ۱۸۱)

الجواب۔ افسوس مرزاجی کچھ ایسے مطلب پرست تھے کہ بعض دفعہ یقین ہو سکتا ہے۔ کہ ان کے دماغی قوی درست نہ تھے۔ بھلا یہ کیا دلیل ہے کہ چونکہ حدیث میں آیا ہے کہ مسیح کی عمر ایک سو بیس برس کی تھی اس لئے کشمیر میں وہی مدفون ہیں۔ مرزاجی کی اس دلیل سے ثابت ہوا کہ کشمیر والی قبر میں حضرت موسےٰ علیہ السلام مدفون ہیں۔ کیوں کہ ان کی عمر ایک سو بیس برس تھی۔ اس کے ثبوت میں کہ حضرت موسےٰ کی عمر ایک سو بیس برس کی تھی ہم مرزائیوں کی تحریر پیش کرتے ہیں۔ دیکھو کتاب ظہور مہدی ص ۲۳۸۔ اکمل صاحب قادیانی فاضل تحریر کرتے ہیں کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام ۲۳۶۸ ہبوط آدم میں پیدا ہوئے اور ایک سو بیس برس کی عمر پا کر ۲۴۸۸ میں فوت ہوئے۔ جب مرزائیوں کی تحریر سے ثابت ہے کہ حضرت موسےٰ کی عمر ایک سو بیس برس کی تھی اور مرزاجی کا منطق کہتا ہے کہ جس کی

عمر ایک سو بیس برس کی ہو اسی کی قبر کشمیر والی قبر ہو سکتی ہے تو مرزا جی کی اپنی دلیل سے یہ کشمیر والی قبر حضرت موسےٰ کی قبر ہوئی۔ مگر افسوس! مرزا جی کو یہ دلیل لکھتے وقت دماغ شریف سے اپنی تحریر تذکرۃ الشہادتین اردو ص ۲۷ یاد سے جاتی رہی۔ جس میں لکھا ہے کہ مسیح کی کل عمر ۱۵۳ برس کی تھی۔ پھر مرزا جی اپنی کتاب "مسیح ہندوستان میں" کے ص ۵۳ پر مسیح کی عمر ۱۲۵ برس کی تسلیم کرتے ہیں۔ پھر مرزا جی اپنی کتاب چشمہ مسیح کے ص ۲ پر لکھتے ہیں۔ یوز آصف کی قدیم کتاب کی نسبت اکثر محققین انگریزوں کے بھی یہ خیالات ہیں کہ وہ حضرت عیسےٰ کی پیدائش سے پہلے شائع ہو چکی ہے جس سے مسیح کا پیدا ہونا یوز آصف کے بعد ثابت ہوتا ہے۔ اب مرزا جی کی اپنی ہی تحریروں سے جب ثابت ہے کہ مسیح کی عمر ایک سو بیس برس سے زیادہ تھی اور یوز آصف مسیح سے پہلے ہو گزرا ہے تو ثابت ہوا کہ کشمیر والی قبر یوز آصف کی ہی ہے جس کی عمر ایک سو بیس برس کی تھی۔ کوئی مرزائی مہربانی کر کے یہ بھی بتا دے کہ یوز آصف کی عمر ایک سو بیس برس مرزا جی نے کہاں سے نقل کی ہے تا کہ مرزا جی کا سچ جھوٹ معلوم ہو۔

برادران اسلام۔ مرزا جی کی بودی دلائل کا رد ہو چکا۔ کوئی دلیل ایسی نہیں جس سے ثابت ہو کہ کشمیر والی قبر حضرت مسیح کی ہے اور نہ کسی تاریخ کی شہادت مرزا جی نے پیش کی بلکہ ایک دو جگہ یہ دعویٰ کر کے کہ پورانی تاریخوں میں لکھا ہے کہ یہ ایک بنی اسرائیلی نبیوں میں سے آیا تھا مگر کسی تاریخ کا نام تک نہ لے سکے اور قیاسی اور شکی باتیں تحریر کیں کہ مسیح آیا ہو گا۔ نکاح کیا ہو گا۔ اولاد ہوئی ہو گی وغیرہ وغیرہ۔ پس ان پراگندہ اور متضاد تحریروں سے ثابت ہے کہ مرزا جی کے پاس کوئی تحریری تاریخی ثبوت نہیں صرف اپنے قیاسی ڈھکوسلے لگاتے ہیں اس کے مقابل ہم نے تاریخی

ثبوت اور سوانح عمری یوز آصف اور روسی سیاح کی انجیل سے ثابت کر دیا ہے کہ یہ قبر کشمیر والی حضرت مسیح کی ہرگز نہیں بلکہ یہ قبر شاہزادہ یوز آصف کی ہے۔

مرزائیوں کی تضاد بیانیاں

اب ہم خاتمہ پر ذیل میں مختصر طور پر برادران اسلام کو بتانا چاہتے ہیں کہ مرزا جی اور ان کے مریدوں نے کس قدر مختلف بیانات مسیح اور مریم کی قبر میں اپنی کتابوں میں درج کئے ہیں۔ تاکہ معلوم ہو کہ مرزا جی کا الہام کا دعویٰ بالکل غلط تھا۔ کیونکہ خدا کی طرف سے جو کلام ہو اس میں اختلاف نہیں ہوتا۔ مگر مرزا جی کے ہر ایک بیان میں اختلاف ہے۔ مسیح و مریم کی قبر کے بارہ میں ذیل کی تحریریں ملاحظہ ہوں۔

اول۔ مرزا صاحب اپنی کتاب اتمام الحجۃ ص ۱۹ میں لکھتے ہیں۔ حضرت عیسے علیہ السلام کی قبر بلدۂ قدس میں ہے اور اب تک موجود ہے اور اس پر ایک گرجا بنا ہوا ہے اور وہ گرجا تمام گرجاؤں سے بڑا ہے اور اس کے اندر حضرت عیسے علیہ السلام کی قبر ہے اور اس گرجا میں حضرت مریم صدیقہ کی قبر ہے اور دونوں قبریں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اب مرزا صاحب کی اس تحریر سے روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ حضرت مسیح اور ان کی والدہ ماجدہ مرنے کے وقت بلدۂ قدس میں تھے اور دونوں وہاں فوت ہوئے اور یکے بعد دیگرے بڑے گرجا میں دفن ہوئے اور دونوں ماں بیٹے یعنے مریم اور مسیح کی قبر بلدۂ قدس میں ہیں۔ اب کوئی مرزائی بتادے کہ کشمیر والی قبر میں حضرت عیسے علیہ السلام کس طرح آگئے۔ کیا مسیح پھر زندہ ہو کر گرجے والی قبر سے نکل کر کشمیر آئے اور دوبارہ فوت ہو کر دفن ہوئے۔ یا مرزا جی کا پہلا لکھنا غلط ہے تو امان اُٹھ گیا۔ اگر پہلی تحریر درست ہے تو کشمیر والی تحریر غلط ہے۔ اور

اگر کشمیر والی قبر مسیح کی قبر ہے تو گرجے والی قبر مسیح اور مریم کی تحریر مرزا صاحب غلط ہے بہر صورت مرزا جی جھوٹے ثابت ہوتے ہیں۔

دوم۔ مرزا بشیر الدین محمود صاحب اپنے باپ کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ شہر سرینگر محلہ خانیار میں جو دوسری قبر قبر یوز آصف کے پاس ہے وہ حضرت مریم کی ہے (ریویو نمبر ۷ حاشیہ ص ۲۵) حالانکہ مرزا جی راز حقیقت میں لکھ چکے ہیں کہ یہ دوسری قبر سید نصیر الدین کی ہے۔

سوم۔ حکیم خدا بخش مرزائی۔ (عسل مصفے جلد ا ص ۴۵۳) لکھتے ہیں۔ حضرت مریم کی قبر اب تک کاشغر میں موجود ہے۔

مرزا جی لکھتے ہیں کہ مریم کی قبر بلدۂ قدس میں بڑے گرجے میں ہے اور ان کے فرزند رشید و راسخ الاعتقاد تردید کرتے ہیں جس سے ثابت ہوا کہ اپنے اپنے قیاسی ڈھکونسلے لگاتے ہیں الہام اور وحی کی بڑ غلط ہانکتے ہیں۔ ایک ہی مسیح اور ایک ہی مریم کی قبر کبھی بلدہ قدس میں کبھی گلیل میں کبھی کشمیر میں کیوں کر ہو سکتی ہے۔ بہر حال ایک جگہ کا ہونا بھی درست ثابت نہیں۔

خاکسار پیر بخش سکریٹری انجمن تائید اسلام لاہور۔

(ملاحظہ ہو رسالہ ماہوار انجمن تائید اسلام لاہور بابت ماہ جولائی، اگست، ستمبر ۱۹۲۰ء مطبوعہ گلزار محمدی سٹیم پریس لاہور)۔

◆◆◆